﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿---اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد25 | جمعۃالمبارک 02/مارچ 2018ء | 13 جمادی الثانی 1439 ہجری قمری ❁ 02/امان 1397 ہجری شمسی | شمارہ09

کچھ زادِراہ لے لو

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

”جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کیا کر اور صبح کے وقت شام کی راہ نہ دیکھا کر۔ اور صحت کے وقت اپنی بیماری کے لئے کچھ عمل کرلے اور اپنی زندگی میں موت کے لئے کچھ زادِراہ لے لے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

سورۃ فاتحہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ اُمّت اُمّتِ وَسط ہے اور ترقیات کے لئے ایسی استعداد رکھتی ہے کہ ممکن ہے کہ بعض ان میں سے انبیاء ہو جائیں اور یہ بھی استعداد اس میں ہے کہ یہاں تک پَست اور متنزّل ہو جائے کہ بعض ان میں سے یہودی اور جنگل کے بندروں کی طرح لعنتی ہو جائیں یا گمراہ ہو جائیں اور نصرانی ہو جائیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ قریب ہے کہ تمہارے بیچ میں سے مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ پیدا ہوں اور ان کے نصرانی ہونے کی وجہ سے ضَآلِّیۡن ہو جائیں۔ اِس حال میں کیونکر ممکن ہے کہ وہ مسیح موعود تمہارے بیچ میں سے نہ ہو جس کی طرف اور جس کی جماعت کی طرف اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ میں اشارہ ہے۔

”غرض سورۃ فاتحہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ اُمّت اُمّتِ وَسط ہے اور ترقیات کے لئے ایسی استعداد رکھتی ہے کہ ممکن ہے کہ بعض ان میں سے انبیاء ہو جائیں اور یہ بھی استعداد اس میں ہے کہ یہاں تک پَست اور متنزّل ہو جائے کہ بعض ان میں سے یہودی اور جنگل کے بندروں کی طرح لعنتی ہو جائیں یا گمراہ ہو جائیں اور نصرانی ہو جائیں۔ اور تیرے لئے یہ دعا جو تُو پانچ وقت نماز میں پڑھتا ہے کافی ہے اگر حق کی طلب تیرے دل میں ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوا کہ قریب ہے کہ تمہارے بیچ میں سے مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِم پیدا ہوں اور ان کے نصرانی ہونے کی وجہ سے ضَآلِّیۡن ہو جائیں۔ اِس حال میں کیونکر ممکن ہے کہ وہ مسیح موعود تمہارے بیچ میں سے نہ ہو جس کی طرف اور جس کی جماعت کی طرف اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ میں اشارہ ہے۔ اب لازم ہے کہ تین فرقوں میں جس کے تم وارث ہو تفریق نہ کرو۔ ممکن نہیں کہ کوئی یہودی بنی اسرائیل میں سے یا کوئی نبی آسمان سے تمہارے پاس آوے بلکہ یہ سب اِسی اُمّت کے نام ہیں۔ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہے کہ خدا تم میں سے بعض کا نام یہودی رکھے اور بعض کا نام نصرانی اور بعضوں کو عیسیٰ کے نام سے یاد فرماوے۔ پس خدا کے کلام کی تکذیب نہ کرو اور جس بات کا اشارہ کیا اس میں فکر کرو اور خوب سوچو۔ کہتے ہیں کہ ہم کو مسیح اور مہدی کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے اور ہم سیدھے رستے پر ہیں۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ سوائے پاکوں کے اور کسی کی فہم اس تک نہیں پہنچتی۔ اس وجہ سے ایک ایسے مفسّر کی حاجت پڑی کہ خدا کے ہاتھ نے اسے پاک کیا ہو اور بِینا بنایا ہو۔ افسوس تم پر کس طرح خدا کی کتاب کی تکذیب کرتے ہو اور اس کی پیشگوئی پر ایمان نہیں لاتے۔ کیا تمہارا ایمان تم کو حکم دیتا ہے کہ خدا کی پیشگوئیوں کے ساتھ کفر کرو۔ تم جانتے ہو کہ تم سے پہلے ایسی قوم تھی کہ یہی بر اگمان جو تم کرتے ہو اپنے رسولوں کی نسبت کیا اور تکذیب اور اہانت کو حد سے زیادہ گزار دیا۔ آخر مامور لوگ آستانہ احدیّت پر گر پڑے اور اس جناب میں عجز اور صدق کا سر رکھ دیا اور اس سے فیصلہ چاہا۔ پس وہ لوگ جو خدا کی راہ سے لوگوں کو روکتے تھے اور باز نہ آتے تھے ناکام اور نامراد ہو گئے۔ پس اے دلیری کرنے والو! خدا کی سنّتوں اور اس کے غضب سے ڈرو۔ تم نے خدا کو چھوڑ دیا اور اس نے اس کے بدلے میں تم کو چھوڑ دیا اور تم نے یہودیوں کا کام کیا اور خدا نے ان کو ان کے کرتوت کا مزہ چکھایا۔ اب خدا کی طرف رجوع کرو اور جو کچھ مَیں کہتا ہوں اسے قبول کرو اور یاد رکھو کہ جس طرح آغاز میں خدا نے تم کو پیدا کیا اسی طرح اُس کی طرف لوٹو گے۔ اور جو کچھ تم کو دین کی بات سکھائی گئی ہے اگر ممکن ہو سکے تو اپنے بادشاہوں کو بھی اُس کی خبر دو اور خدا کے دین کے مددگار بن جاؤ تا تم پر رحم کیا جائے اور ایسا ہر ایک جھگڑا جس میں اہل زمین اصرار کریں آخر کار آسمان میں اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اے ظالمو! یہ خدا کی سنّت ہے جو کبھی نہیں بدلی۔ ہرگز ممکن نہیں کہ خدا حق کو اور اہلِ حق کو چھوڑ دے جب تک ناپاک کو پاک سے جدا نہ کرے۔ اگر مَیں جھوٹا ہوں تو میرے جھوٹ کا وبال میرے سر پر پڑے گا اور اگر مَیں سچا ہوں تو میں ڈرتا ہوں کہ تم پر خدا کی طرف سے عذاب نازل ہو۔ اور یہ پکّی بات ہے کہ حد سے نکل جانے والا ہرگز فلاح نہیں پاتا۔ باز آجاؤ! باز آجاؤ! دیکھو بلا تمہارے دروازہ پر کھڑی ہے۔ اور خدا کی طرف جلدی کرو اور کچھ تو اس تکبر میں سے کم کرو اور خدا کے سامنے عاجزی سے حاضر ہو جاؤ۔ موت نزدیک ہے اور آخرت کا عذاب بڑی ہیبت ناک چیز ہے۔ اور مرنے کے بعد اصلاح کا وقت نہیں اور نہ پھر دنیا میں آنا ہے۔ طاعون کے نازل ہونے سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے ایک کشتی طیار کر اور ایسے لوگوں کے لئے شفاعت پیش نہ کر جنہوں نے تمام زندگی کے لئے ظلم کرنا اپنا اصول بنا لیا ہے کیونکہ وہ تو غرق ہونے سے پہلے ہی گناہوں میں غرق ہیں۔ اور جو لوگ تیرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے۔ برسوں ہوئے کہ اس وحی کی میں نے اشاعت کی ہے جیسا کہ دوست اور دشمن سب اسے جانتے ہیں اور خدا دن بدن زمین کو اس کی طرفوں سے اس طرح پر کم کرتا چلا جاتا ہے کہ فوج در فوج لوگ ہر طرف سے آرہے ہیں۔ پس اے غافلو! خدا کی طرف رجوع کرو اور خدا کے اور اس کے بندوں کے حق میں ظلم اور ستم نہ کرو۔ اور توبہ نصوح کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ اور خدا نے مجھے فرمایا کہ خدا کبھی کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ خود وہ لوگ اپنی اندرونی حالت کو تبدیل نہ کریں۔ اور سچ مچ خدا نے اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ یعنی جو کوئی اس میں داخل ہوا وہ سلامت رہا۔ ہاں مجھے ان کا فکر ہے جو خدا سے نہیں ڈرتے اور سیاہ کاری سے باز نہیں آتے۔ اب چاہیے کہ اپنی جگہوں سے عاجزی سے اٹھو اور توبہ کے ساتھ سجدے کرو اور اپنی جان کا فکر کرو۔ اور سوچ اور خوف کے ساتھ فکر کرو اور ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو فاسق ہیں اور ٹھٹّھے مارتے ہیں۔ خوب جان لو کہ ماموروں کا انکار بڑی بھاری بات ہے اور جو اُن سے لڑا یقیناً اپنے آپ کو دوزخ کا کندا بنایا۔“

.... (خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 119 تا 123۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22 مارچ 2016ء بروز منگل مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ بینش احمد بنت مکرم راجہ ناصر احمد صاحب لندن کا ہے، یہ عزیزم فہد الٰہی راجپوت ابن مکرم طاہر احمد راجپوت صاحب امریکہ کے ساتھ پچیس ہزار امریکن ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور فرمایا:۔

اب دعا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ رشتہ بابرکت اور کامیاب فرمائے۔

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

حضرت صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ پاکستان کی وفات۔ مرحوم کا مختصر سوانحی خاکہ۔نماز جنازہ حاضر اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کی رپورٹ

(مرسلہ: شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ)

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی پیدائش 9 مئی 1939ء کو لاہور میں ہوئی۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک درخشندہ فرد ہونے کا شرف بخشا تھا۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے، حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کے پوتے ، حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بہنوئی تھے۔

آپ کا پہلا نام مرزا سعید احمد رکھا گیا تھا۔ پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ان کا نام تبدیل کر کے مرزا غلام احمد رکھ دیا اور فرمایا کہ ان کو احمد کہہ کر پکارا جائے۔ اسی نسبت سے آپ میاں احمد کے نام سے معروف تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جوانی سے وفات تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بھرپور خدمات سرانجام دینے کی سعادت عطا فرمائی۔آپ نے پولیٹیکل سائنس میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی ۔پھر CSS کے امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد بجائے پبلک سروس کمیشن میں جانے کے 9 مئی 1962ء کو زندگی وقف کر دی۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو مینیجنگ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی خدمت سپرد کی۔آپ مینیجنگ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے علاوہ سیکرٹری ریویو آف ریلیجنز بھی رہے۔

آپ کا نکاح محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ ایم اے (پیدائش 21 جنوری 1940ء) بنت حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے ساتھ 28 دسمبر 1964ء کو حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب نے پڑھا اور 7 اپریل 1966ء کو شادی ہوئی۔

آپ نے 1973ء کے دورہ یورپ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے وفد میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔

1974ء کے ہنگامی حالات میں مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب اور مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی اندرون خانہ خصوصی معاونت کرتے رہے۔

اکتوبر 1989ء میں مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کو C-298 کے ایک مقدمہ میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت ملی۔

28 مئی 2010ء کو سانحہ لاہور کے موقع پر جماعتی وفد کی قیادت کی اور تمام شہداء کے گھر گئے اور زخمیوں سے ملاقات کی۔اس دوران ایک ٹی وی چینل پر جماعتی مؤقف کو بہت حسن و خوبی کے ساتھ بیان کرنے کی توفیق پائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اور مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کے بارے میں فرمایا تھا کہ ’’یہ ہر خلافت کے وفادار ہیں اور میرے وفادار ہیں‘‘۔

آپ کی دیگر جماعتی خدمات کے بارے میں ایک مختصر خاکہ پیش ہے۔

تنظیمی خدمات

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کو بطور ممبر مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مختلف شعبہ جات میں خدمت کا موقع ملا۔ آپ مہتمم مجالس بیرون (1970ء–1971ء)، مہتمم خدمت خلق (1971ء–1972ء)، نائب صدر (1972ء–1975ء) اور چار سال صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ (1975ء–1979ء) رہے۔اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد خلافت میں آپ کو اس اعزاز سے نوازا کہ آپ سے بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ عہد خدام الاحمدیہ دہروایا اور خود ساتھ کھڑے ہو کر عہد دہرایا۔

آپ کو مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ اور مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ قائد ذہانت و صحت جسمانی (1980ء)، قائد اشاعت (1981ء تا 1986ء، 1997ء)، نائب صدر صف دوم (1982ء–1988ء)، نائب صدر (1997ء–2003ء) اور پانچ سال تک صدر مجلس انصار اللہ پاکستان (2004ء–2009ء) رہے۔ اس کے بعد 2010ء–2018ء تک بطور اعزازی رکن ممبر رہے۔

(نوٹ: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے تابع 3 نومبر 1989ء سے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا دائرہ کار پاکستان تک محدود ہو گیا۔)

صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں خدمات

آپ کو دو مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری (28 مئی 1980ء) رہنے کی توفیق ملی۔اس کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں بطور ناظر تعلیم (1981ء تا 1986ء)، ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد مقامی (1986ء تا 1996ء)، ناظر دیوان (1996ء تا 2018ء) اور صدر مجلس کارپرداز (2012ء تا 2018ء) کے طور پر خدمات بجا لاتے رہے۔

اس دوران 1983ء تا 1997ء ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن اور 1990ء تا 1992ء سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن رہے ۔ نیز نائب صدر اور بعد ازاں صدر مجلس وقفِ جدید انجمن احمدیہ (2010ء–2018ء) کے وقیع عہدہ پر خدمت کی توفیق پائی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو 19 جنوری 2018ء کو امیر مقامی، ناظر اعلیٰ و صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان مقرر فرمایا اور آپ اپنی وفات 5 فروری 2018ء تک اس عہدہ پر متمکن رہے۔

دیگر خدمات سلسلہ

آپ 1967ء سے 2017ء تک تقریباً 51 سال جلسہ سالانہ ربوہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔اس دوران 1967ء سے 1974ء تک آٹھ سال بطور ناظم محنت اور 1975ء سے 2017ء تک بطور نائب افسر جلسہ سالانہ ربوہ خدمات بجالاتے رہے۔اس کے علاوہ آپ کئی اہم اور وقیع کمیٹیوں میں بھی شامل رہے۔مثلاً صدر خلافت لائبریری کمیٹی ،صدر بیوت الحمد سوسائٹی، صدر تبرکات کمیٹی، نگران مینیجنگ ڈائریکٹر الشرکۃ الاسلامیہ، ممبر رجسٹر روایات صحابہ کمیٹی، ممبر تاریخ احمدیت کمیٹی اور ممبر مجلس افتاء کمیٹی وغیرہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے موقعہ پر آپ مجلس انتخاب خلافت کے سیکرٹری تھے۔

اولاد

آپ کی اولاد کے اسماء درج ذیل ہیں۔

1۔ مکرم صاحبزادہ مرزا فضل احمد صاحب
2۔ مکرم صاحبزادہ مرزا نصیر احسان احمد صاحب
3۔ مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر انعام صاحب
4۔ مکرمہ صاحبزادی امۃ الولی زبدہ صاحبہ
5۔ مکرمہ صاحبزادی امۃ العلی زہرہ صاحبہ

وفات، جنازہ اور تدفین

5 فروری کی شب مکرم صاحبزادہ صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا۔آپ کو ہسپتال لے جایا گیا جہاں پر آپ جانبر نہ ہو سکے۔ 5 اور 6 کی درمیانی شب تقریباً 12 بجے بعمر 78 سال اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

طاہر ہارٹ میں آپ کی میّت کو غسل دیا گیا۔غسل دینے کی سعادت مکرم مرزا فضل احمد صاحب، مکرم سید مدثر احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر مرزا اثمر احمد صاحب، مکرم میر محمود احمد صاحب اور طاہر ہارٹ کے چند کارکنان کو حاصل ہوئی ۔ غسل دے کر میّت مورچری میں رکھ دی گئی اور 7 فروری کی صبح میّت گھر لائی گئی اور چہرہ دیکھنے کے لئے 9 بجے کا وقت مقرر ہوا جہاں ہزاروں افراد نے قطاروں میں لگ کر زیارت کی۔

وفات کی خبر ملتے ہی تعزیت کے لئے ربوہ اور اس کے گردونواح کے اضلاع سے احباب جماعت قافلوں کی شکل میں ربوہ آنے شروع ہو چکے تھے۔

7 فروری بروز بدھ تین بج کر پینتالیس منٹ پر جنازہ آپ کے گھر واقع دارالصدر شمالی سے چارپائی پر روانہ ہوا جس کے دونوں اطراف میں بانس باندھے گئے تھے تا کہ جو احباب کندھا دینا چاہیں ان کو سہولت رہے۔ جنازہ کے گرد خدام نے حصار بنایا ہوا تھا جس کے اندر افراد خاندان کے علاوہ ہر سہ انجمنوں، ذیلی تنظیموں کے عہدیداران اور بعض امرائے اضلاع ہمراہ چل رہے تھے۔جنازہ دارالصدر میں واقع گورنمنٹ نصرت گرلز ہائی سکول کے سامنے سے پرائیویٹ احاطہ میں داخل ہوا۔ پرائیویٹ احاطہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم کے گھر کے سامنے سے ہوتا ہوا احاطہ قصر خلافت کے غربی دروازہ سے اندر داخل ہوا۔

ربوہ کے تمام محلہ جات میں نماز عصر نماز ظہر کے ساتھ جمع کی گئی تھی تا کہ اہالیان ربوہ اپنے محلہ جات میں نمازیں ادا کرنے کے بعد نمازِ جنازہ کے لئے مقررہ وقت پر مسجد مبارک پہنچ جائیں۔مسجد مبارک میں نماز عصر کا وقت 4 بجے مقرر تھا۔جہاں نماز عصر مکرم و محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب ناظر دعوت الی اللہ و مفتی سلسلہ نے پڑھائی ۔بعد نماز آپ نے محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم کی وفات کا اعلان کیا، خدمات دینیہ کی تفصیل بیان کی اور ذکر خیر کے بعد بتایا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صدر نور فاؤنڈیشن و انچارج ریسرچ سیل ربوہ کو مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مکرم و محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر (ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ) نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

نماز کی ادائیگی کے بعد خدام کے حصار میں جنازہ تدفین کے لئے لے جایا گیا۔جنازہ مسجد مبارک سے کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ اور پھر کوارٹرز کے شمالی گیٹ سے بہشتی مقبرہ دارالفضل لے جایا گیا۔جس کے بعد قطعہ خاص میں تدفین ہوئی۔تدفین کے بعد مکرم و محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب نے دعا کروائی۔

حضرت میاں صاحب کے جنازہ میں شرکت کے لئے نہ صرف قریبی اضلاع بلکہ پاکستان بھر کی جماعتوں سے نمائندگان تشریف لائے تھے۔ پاکستان بھر کے مختلف شہروں سے نماز جنازہ و تدفین کی کارروائی میں شرکت کے لئے جو احباب تشریف لائے تھے ان کی رہائش دارالضیافت کے زیر انتظام سرائے محبت، سرائے مسرور، گیسٹ ہاؤسز مجلس انصاراللہ و مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں کیا گیا تھا۔نماز جنازہ کی حاضری تقریباً سترہ ہزار تھی۔ اس موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ کے اڑھائی ہزار سے زائد رضاکاران نے بھی جنازہ کے انتظامات اور حفاظتی اقدامات کے لئے خدمت کی توفیق پائی۔

اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ، اہل خانہ و جملہ افراد خاندان مسیح موعود کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔آمین ثم آمین۔

وِنڈسر (کینیڈا) میں یادگارِ امن (Peace Monument) کی شاندار افتتاحی تقریب۔صوبائی ممبر پارلیمنٹ، میئر سٹی آف ونڈسر اور دیگر معزز شخصیات کی شمولیت۔ذرائع ابلاغ میں بھرپور اشاعت۔

(پروفیسر محمد اعظم نوید)

وِنڈسر کا مختصر تعارف

ونڈسر کو دی سٹی آف روزز' (The City of Roses) بھی کہا جاتا ہے۔یہ کینیڈا کا جنوب مغرب کی طرف آخری شہر ہے۔ جماعت احمدیہ کینیڈا کے مرکز بیت الاسلام پیس ویلج ٹورانٹو سے ونڈسر کا فاصلہ تقریباً ساڑھے تین سو کلومیٹر ہے۔اس شہر کی کُل آبادی تقریباً اُڑھائی لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔اس شہر میں جماعت احمدیہ کے افراد کی تعداد تقریباً 300 ہے۔ ونڈسر کو آٹوموٹیو کیپٹل آف کینیڈا (Automotive Capital of Canada) بھی کہتے ہیں۔ونڈسر رئیل اسٹیٹس (Real Estates) میں کینیڈا کا دوسرا سستا ترین شہر ہے۔ اس لئے اس کی آبادی میں جماعت احمدیہ کے افراد سمیت تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ونڈسر اور امریکہ کے شہر ڈیٹرائٹ کے درمیان دریائے ڈیٹرائٹ بہتا ہے۔

یادگارِ امن کی مختصر تاریخ

جماعت احمدیہ ونڈسر نے 2016ء میں جماعت کی 50ویں سالگرہ کے موقع پر یہ یادگارِ امن (Peace Munoment) ونڈسر سٹی کو پیش کرنے کا وعدہ کیا۔ جس کی تکمیل 2017ء میں ہوئی۔جب کہ کینیڈا کو 150 سال اور ونڈسر کو 125 سال ہوا چاہتے ہیں۔اس طرح سٹی کی اجازت سے ان تینوں جشنوں کو اکٹھا کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور یہ یادگارِ امن (Peace Munoment) تینوں سالگرہوں کا ایک شاندار تاریخی تحفہ ہے۔

یادگارِ امن کی تقریب رُونمائی

پروگرام کے مطابق مورخہ 20/اکتوبر 2017ء کو ونڈسر میں یادگارِ امن کی ایک خوبصورت اور پروقار تقریب رونمائی ہوئی ۔ اس میں شمولیت کے لئے مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا ایک وفد کے ہمراہ ونڈسر تشریف لائے۔

اس یادگارِ امن کی رُونمائی کے لئے جناب میئر سٹی آف ونڈسر Drew Dilkens سے درخواست کی گئی تھی۔ وہ اور ان کے آفس سے بہت سے دیگر افراد بھی اس موقع پر تشریف لائے ہوئے تھے۔جن میں Heidi Baillargeon, Landscape Architect نے حاضرین سے خطاب بھی کیا۔

مقامی ایم پی پی پرسی ہاٹ فیلڈ (Percy Hatfield MPP - Windsor - Tecumseh) بھی تشریف لائے۔ ان کے علاوہ ممبران جماعت احمدیہ ونڈسر اور شہر کی کئی معروف شخصیات نے شرکت کی۔

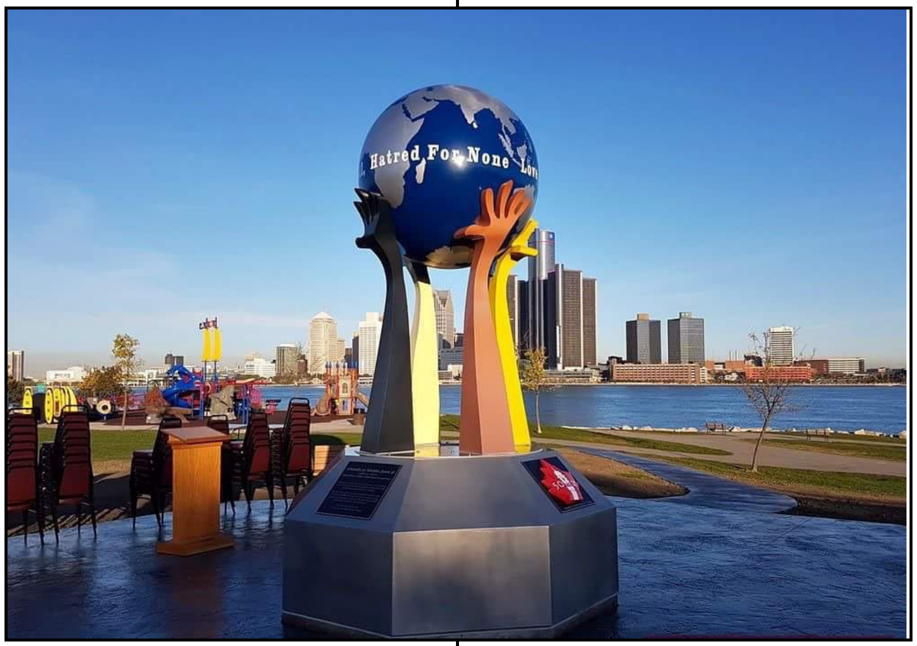

ساڑھے گیارہ بجے اس تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مولانا انعام الرحمان صاحب مربی سلسلہ ونڈسر نے کی۔

مکرم ڈاکٹر علیم خان صاحب صدر جماعت احمدیہ ونڈسر نے احباب وخواتین کو خوش آمدید کہا اور یادگارِ امن کی تقریب کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا۔

مکرم سید عبدالحی طاہر صاحب کا مختصر خطاب

پراجیکٹ کے انچارج مکرم سید عبدالحی طاہر صاحب نے اس پروجیکٹ کی تفصیلات اور اس کے خدوخال بیان کئے اور بتایا کہ اس پراجیکٹ پر انہوں نے اپنی ٹیم کے ساتھ نومبر 2015ء میں کام شروع کیا تھا۔سٹی کے مختلف دفاتر کے افسران نے اس پر خصوصی طور پر کافی کام کیا ہے۔ان میں سے بعض اس تقریب میں شامل بھی تھے۔

مکرم سید عبدالحی طاہر صاحب نے ان سب افراد کو ایک ایک کر کے سٹیج پر بلایا اور ان کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ان کے علاوہ انہوں نے ان سب کمپنیوں کے نمائندگان کو سٹیج پر بلایا جنہوں نے اس پراجیکٹ کو مکمل کرنے میں حصہ لیا۔

آپ نے آخر میں محترمہ سدرہ طاہر سید صاحبہ کو سٹیج پر بلایا۔جو اس یادگارِ امن (Peace Monument) کی ایک ہونہار آرٹسٹ ہیں۔

محترمہ سدرہ طاہر سید صاحبہ کا خطاب

محترمہ سدرہ طاہر سید صاحبہ نے یادگار (sculpture) کے حصوں کی وضاحت کی اور بتایا کہ اس کا بیس (base) ایک سے زیادہ ہاتھوں سے بنا ہے اور ہاتھ ایک سے زیادہ رنگ کے ہیں،جس کا مطلب ایک دوسرے کے اختلافات کو باہر سے دیکھنے کی اہمیت کو پہچاننا ہے،اور اس بات کا احساس کرنا ہے کہ ہم سب باہر سے مختلف نظر آنے کے باوجود دراصل اندر سے ایک ہیں۔ہم سب مشترکہ مقاصد کے لئے ایک ہی قدر مشترک کے حامل ہیں۔اور سب مل کر ہی اس دنیا کو پُر امن بنا سکتے ہیں۔اس پر لکھا ہوا جملہ ''محبت سب کے لئے،نفرت کسی سے نہیں'' اس کا سب سے اہم حصہ ہے۔کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے اختلافات سے قطع نظر،ہم سب برابر کی محبت کے مستحق ہیں۔مجھے امید ہے کہ یہ یادگارِ امن اس خوبصورت شہر میں سب کو امن اور سلامتی کا پیغام دے گی اور محبت کی علامت کے طور پر نہ صرف کام کرے گی بلکہ اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ ابھرے گی۔

یاد رہے کہ اس یادگارِ امن (Peace Monument) کے اردگرد عوام اور سیاحوں کے بیٹھنے اور اس خوبصورت نظارہ سے لطف اندوز ہونے کے لئے دیدہ زیب چار بینچ لگا دیئے گئے ہیں جن پر جماعت احمدیہ عالمگیر کے چاروں خلفاء کی محبت بھری یاد کے طور پر ان کے اسمائے گرامی یعنی حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل، حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی، حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث، حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع درج ہیں۔

Percy Hatfield ممبر صوبائی اسمبلی کا خطاب

محترمہ سدرہ سید صاحبہ کے خطاب کے بعد صوبائی اسمبلی کے ممبر Percy Hatfield-Windsor - Tecumseh نے خطاب فرمایا اور کہا کہ :

''مَیں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس یادگارِ امن (Peace Monument) کے لئے اس سے بہتر کوئی اور مقام ہو سکتا ہے۔دریا کے اوپر کی طرف امن کا فوارہ (Peace Fountain) ہے اور اب ادھر ہمارے پاس یہ یادگارِ امن ہے۔یہ ہمارے لئے بہت ہی اہم اور ناگزیر ہے۔

میرا خیال ہے کہ ہم ملک میں پانچویں سب سے زیادہ اور محفوظ ترین برادری ہیں۔یہ یادگارِ امن ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ ملاتی ہے۔ہم اس کے لئے آپ کی کمیونٹی کے صوبہ اونٹاریو کی جانب سے بے حد شکر گزار ہیں کہ آپ کی کمیونٹی نے نہ صرف ونڈسر کو اپنا گھر بنایا ہے بلکہ آپ نے ونڈسر کو اپنایا بھی ہے۔''

میئر سٹی آف ونڈسر Drew Dilkens کا خطاب

ان کے بعد میئر سٹی آف ونڈسر Drew Dilkens اسٹیج پر تشریف لائے اور فرمایا۔

''یہ ایک ملین ڈالر کا نظارہ ہے۔میں اس یادگارِ امن کے لئے اس سے بہتر جگہ سوچ بھی نہیں سکتا۔میرا خیال ہے کہ ایک یا دو سال پہلے احمدیہ کمیونٹی کی قیادت نے مجھ سے بار بار رجوع کیا اور ملنے کی درخواست کی اور بالآخر ہماری ملاقات طے پا گئی۔مکرم ڈاکٹر علیم خان،مکرم عبدالحی طاہر کے ساتھ آئے اور یادگارِ امن کے اس نادر خیال کو پیش کیا۔احمدیہ کمیونٹی

کے ساتھ کام کرنے کا یہ ایک اہم اور خوبصورت موقع تھا، وہ یہ کہ جو وہ کہتے ہیں وہ ہمیشہ پورا کرتے ہیں۔ ان کو میرا جواب تھا ہمیں بتائیں کہ ہم کس طرح آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔

ہم نے اکٹھے مل کر کام کیا اور یہاں ہم آج اس خوبصورت یادگارِ امن کے ساتھ ہیں۔ ہم اس کے لئے آپ کی قیادت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس شہر میں بہت سی قومیں آباد ہیں اور ہم ہر ایک کے نقطۂ نظر، ان کی نسل اور مذہب کا احترام کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہم اس کا جشن منا سکتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ ملٹی نیشنل ہونا ہمیں ہم آہنگ کرتا ہے، بہتر، مضبوط اور توانا بناتا ہے۔"

دیگر افسران کا شکریہ

پھر سٹی آف ونڈسر کے میئر نے جماعت احمدیہ، سٹی ونڈسر پارک ڈیپارٹمنٹ، انجنیئرز اور کنٹریکٹرز حضرات کا شکریہ ادا کیا جن کی مدد سے یہ مضبوط یادگارِ امن (Peace Monument) وجود میں آئی اور امید کی جاتی ہے کہ یہ کئی دہائیوں تک کمیونٹی کے لئے امن و سلامتی اور صد عزت و افتخار کی علامت کے طور پر موجود رہے گی۔ انشاء اللہ

مکرم امیر صاحب کینیڈا کا خطاب

آخر پر مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے خطاب فرمایا۔ اور کہا کہ پچھلا سال جماعت احمدیہ کینیڈا کے لئے بہت اچھا رہا۔ کینیڈا میں ہماری جماعت کے قیام کو پچاس سال مکمل ہوئے۔ اس سال میں جہاں بہت سے اور اچھے واقعات ہوئے ان میں سے ایک یہ شاندار واقعہ ونڈسر میں ہوا ہے جو ہم اس سے پہلے نہ کر سکے۔ اور یہ واقعہ اس خوبصورت یادگارِ امن (Peace Monument) کا وجود میں آنا ہے۔ آپ سے امید کی جاتی ہے کہ دوسری communities بھی اس کے نقش قدم پر چلیں گی۔

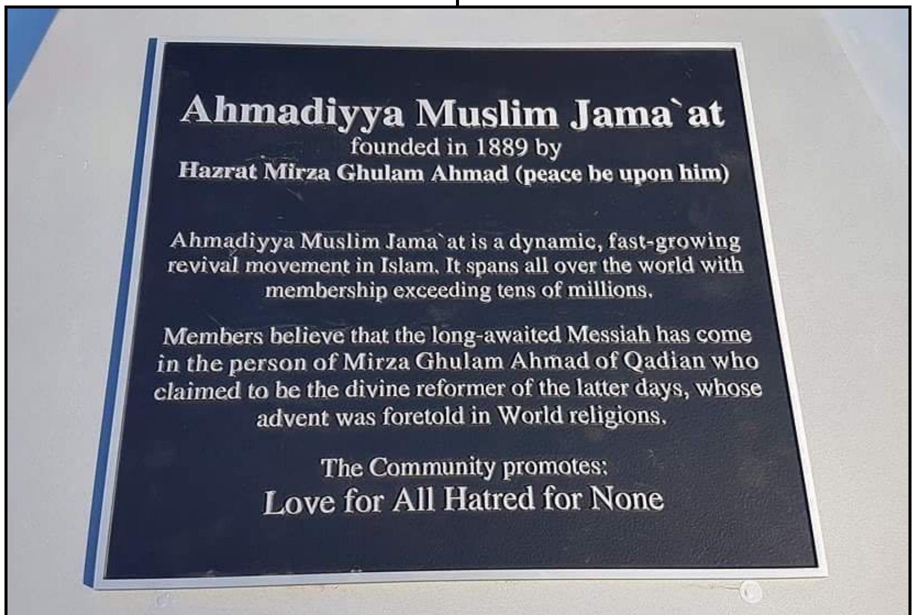

پھر آپ نے جماعت احمدیہ عالمگیر کے ایک خوبصورت نصب العین "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ 1980ء میں سپین میں مسجد کا افتتاح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے نمازیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسجد بنانے کا مقصد خدائے واحد و یگانہ کی عبادت ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں تمام انسان برابر ہیں اور اسلام ہمیں محبت، اخوّت، ہمدردی، عاجزی اور انکساری کا درس دیتا ہے۔ اور سب کے لئے یہ پیغام ہے کہ "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔"

اس مختصر سے خطاب کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا اور میئر سٹی آف ونڈسر نے یادگار امن (Peace Monument) کی تختی کی نقاب کشائی کر کے اس کا افتتاح فرمایا۔

بعد ازاں محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

بعد ازاں حاضرین کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

ذرائع ابلاغ میں بھرپور اشاعت

ونڈسر اور اونٹاریو کے ذرائع ابلاغ یعنی اخبارات، رسائل وجرائد، ٹی وی، سوشل میڈیا نے اس یادگارِ امن (Peace Monument) کو بڑی اہمیت دی اور اس کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا۔ جن میں سی ٹی وی ونڈسر، سٹار سی بی سی اور بہت سے انٹرنیٹ کے میڈیا پر اس خبر کو نشر کیا گیا۔ الحمدللہ

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے اس یادگارِ امن (Peace Monument) کو اخوت ومحبت اور امن وسلامتی کا گہوارہ بنا دے۔ آمین

(بشکریہ احمدیہ گزٹ کینیڈا)

"اِک چراغِ آرزو"

مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی وفات پر

(مادۂ تاریخ "اِک چراغِ آرزو")

1439ھ

شہد سے لہجے میں ڈوبی ان کی طرزِ گفتگو
ان کی باتوں سے مہک سی پھیلتی تھی چار سُو
غور سے پڑھتے تھے تحریرِ ضرورت کے حروف
مستحق لوگوں کی کرتے تھے تلاش و جستجو
ان کی پیشانی پہ حُزن و یاس کی سِلوٹ نہ تھی
مسکراہٹ کی ردا اوڑھے رہا وہ ماہ رُو
عزم و ہمّت کی زِرہ بکتر کے آگے کچھ نہ تھی
جس قدر بھی تیز چلتی تھی پریشانی کی لُو
وہ تو منشاءِ خلافت کا شناسا تھا بہت
اس نے رکھی اپنے منصب کی ہمیشہ آبرُو
اس کے ہاں ناپید تھا جھوٹی تسلّی کا خضاب
اس نے کر رکھا تھا گویا صاف گوئی کا وضو
دل کے پھولوں پر پڑی جیسے اُداسی کی پھوار
بجھ گیا ہے آج قدسیؔ "اِک چراغِ آرزو"

1439ھ

(عبدالکریم قدسیؔ۔ امریکہ)

تعارف کتاب

(نصیر احمد قمر — ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

نام کتاب: اطاعت کی اہمیت اور برکات

مصنف: سر افتخار احمد ایاز (سابق امیر جماعت احمدیہ برطانیہ)

صفحات: 450

پبلشر: ڈاکٹر سعدیہ ایاز، لندن

مکرم ومحترم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دینی اور دنیوی ہر لحاظ سے بہت سی ممتاز خدمتوں کی سعادت سے نوازا ہے۔ انہی میں سے ایک آپ کی تصنیفی خدمات ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ گزشتہ کئی سال سے آپ اپنی دیگر متنوّع اور متعدّد مصروفیات کے ساتھ ساتھ نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ قبل ازیں آپ کی تین کتب:

1— وقف زندگی کی اہمیت اور برکات
2— خلافت کی اہمیت اور برکات
3— واقفین زندگی کے ساتھ الٰہی تائید و نصرت کے ایمان افروز واقعات

زیور طبع سے آراستہ ہو کر بہت سے افراد کے لئے فیضان رسانی اور تقویتِ ایمانی کا موجب بنتے ہوئے قبولیت کا شرف پا چکی ہیں۔

مذکورہ بالا کتب میں سے پہلی کتاب یعنی "وقف زندگی کی اہمیت اور برکات" کا تو انگریزی زبان میں بھی ترجمہ شائع ہو چکا ہے اور اس وقت فرنچ زبان میں ترجمہ زیر طباعت ہے۔ اس کی مقبولیت اور پسندیدگی کی وجہ سے اب یہ عربی زبان میں بھی زیر ترجمہ ہے۔ امید ہے دیگر کتب کا بھی انگریزی اور دوسری اہم زبانوں میں ترجمہ کر کے انہیں شائع کیا جائے گا تا کہ ان کا دائرہ فیض وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے اور یوں یہ امر خود مصنف کے لئے بھی زیادہ سے زیادہ افراد کی دعاؤں کے حصول اور برکات کا موجب ہو۔

محترم سر افتخار احمد ایاز صاحب نے اب ایک اور نہایت اہم موضوع پر قلم اُٹھایا ہے یعنی "اطاعت کی اہمیت اور برکات"۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اس موضوع کی اہمیت اور برکات قارئین پر خوب روشن اور واضح ہو جائیں گی کیونکہ جن مآخذ سے یہ کتاب تیار کی گئی ہے وہ نہایت مستند اور بہت ہی مقدس اور مبارک ہیں۔ یعنی یہ کتاب اس موضوع پر کلامِ الٰہی قرآن مجید وفرقان حمید، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات اور فرمودات پر مشتمل ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ یہ سب مآخذ آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلا شبہ ہدایت اور کامیابی کا سرچشمہ ہیں۔

پھر اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ اور دیگر صلحاء اور بزرگان کی عملی اطاعت کے نہایت اثر انگیز، روح پرور اور ایمان افروز واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں جن سے اطاعت اور اس کی برکات کا مضمون اَور بھی کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔

ہم احمدی جو اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے غلامِ کامل حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی بیعت میں شامل اور خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستگی کے نتیجہ میں اس الٰہی جماعت کے فرد ہیں، ہمارے لئے اطاعتِ خلافت اور اطاعتِ نظام کا مضمون غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم گہری نظر کے ساتھ اور عرفان کے ساتھ اس کے تمام پہلوؤں سے آگاہی حاصل کریں اور خدا تعالیٰ سے استعانت طلب کرتے ہوئے، اسلام کی حقیقت پر قائم ہوتے ہوئے، اس کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی سعی کریں تا کہ اطاعتِ الٰہی کی برکات سے حصہ پائیں اور ہماری دنیا و آخرت سنور جائیں اور اسلام پر ہی آئے جب آئے قضا ہمیں۔ رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّتَوَفَّنَا مُسۡلِمِیۡنَ۔

امید ہے کہ محترم سر افتخار احمد ایاز صاحب کی یہ تالیف اس پہلو سے بہت مفید اور اہم کردار ادا کرے گی اور افراد جماعت اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی کوشش کریں گے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

خطبہ جمعہ

جس خادمِ سلسلہ اور وفا کے ساتھ وقف نبھانے والے اور خلافت کے اطاعت گزار کے بارے میں مَیں ذکر کرنا چاہتا ہوں اور جن کا جنازہ غائب ابھی پڑھاؤں گا۔ ان کے بارے میں اتنا زیادہ مواد جمع ہو گیا ہے جو لوگوں نے بھیجا ہے کہ اس میں سے بھی شاید میں نے پانچواں حصہ لیا ہے اور جو لیا ہے وہ بھی شاید نہ بیان کر سکوں۔ اور یہ واقعات اپنے طور پر ہی ایک واقفِ زندگی کے لئے، اسی طرح خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کے لئے، عہدیداران کے لئے اور افرادِ جماعت کے لئے کئی رنگ میں رہنمائی کرنے والے اور قابلِ تقلید ہیں۔

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال

مکرم مرزا غلام احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے تھے ان کے پوتے تھے۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے نواسے تھے۔ اور میرے بہنوئی بھی تھے۔

اصل میں ان رشتوں کو جو چیز قابلِ ذکر بناتی ہے وہ ان کے اوصاف ہیں جو مَیں بیان کروں گا۔

مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ اور نمازِ جنازہ غائب

خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو خدا کی رضا کے لئے اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر قائم رہنے کی اور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تمام واقفینِ زندگی اور عہدیداران کو بھی چاہئے کہ جس طرح انہوں نے وفا کے ساتھ اپنے وقف کو نبھایا اور اپنے سپرد خدمات کو نبھایا وہ بھی کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ باقیوں کو بھی نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو آئندہ بھی نیک، صالح، فدائیت اور وفا کے ساتھ خدمت کرنے والے کارکنان مہیا کرتا رہے۔

مکرمہ دیبا نوفرخ ہود صاحبہ کی وفات۔ مرحومہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 09 / فروری 2018ء بمطابق 09 / تبلیغ 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت مروی ہے کہ جس میّت کا جنازہ سو مسلمان پڑھیں اور وہ سب کے سب اس کی بخشش کی سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب من صلی علیہ مائۃ شفعوا فیہ حدیث 2198)

پھر یہ بھی ایک روایت ہے کہ ایک جنازہ جانے پر لوگوں نے جب اس شخص کی تعریف کرنی شروع کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر جنت واجب ہو گئی۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ثناء علی المیت حدیث 1367)

میرا خیال تھا کہ مَیں نے آج دو جنازے پڑھانے ہیں اس لئے جنازوں اور تجہیز و تکفین کے بارے میں بعض اَور احادیث بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات بھی اور فقہی باتیں بھی بیان کروں گا اور پھر مرحومین کا ذکر کروں گا۔ لیکن آج اس مضمون کے مطابق احادیث اور اقتباسات بیان کرنا ممکن نہیں کیونکہ جس خادم سلسلہ اور وفا کے ساتھ وقف نبھانے والے اور خلافت کے اطاعت گزار کے بارے میں میں ذکر کرنا چاہتا ہوں اور جن کا جنازہ غائب ابھی پڑھاؤں گا ان کے بارے میں اتنا زیادہ مواد جمع ہو گیا ہے جو لوگوں نے بھیجا ہے کہ وہی مشکل سے بیان ہو سکتا ہے۔ اور اس میں سے بھی شاید میں نے پانچواں حصہ لیا ہے اور جو لیا ہے وہ بھی شاید نہ بیان کر سکوں۔ اور یہ واقعات اپنے طور پر ہی ایک واقف زندگی کے لئے، اسی طرح خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کے لئے، عہدیداران کے لئے اور افراد جماعت کے لئے کئی رنگ میں رہنمائی کرنے والے اور قابل تقلید ہیں۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں گزشتہ دنوں مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا 78 سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی وفات ان کے اچانک دل کے دورے کی وجہ سے ہوئی۔ گو ان کو عرصے سے دل کی تکلیف تھی لیکن cardiac arrest ہوا جس کی وجہ سے فوری گھر میں ہی وفات ہوئی۔

مکرم مرزا غلام احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے تھے ان کے پوتے تھے۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے نواسے تھے۔ اور میرے بہنوئی بھی تھے۔ ان کی والدہ صاحبزادی نصیرہ بیگم حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ یہ تمام رشتے اتنے قابل ذکر نہیں۔ اصل میں ان رشتوں کو جو چیز قابل ذکر بناتی ہے وہ ان کے اوصاف ہیں جو مَیں بیان کروں گا۔ خادم دین تھے۔ وقف زندگی تھے۔ اور ان دنوں میں باوجود کمزوری کے، بیماری کے اور بڑے بھائی کی وفات ہوئی تھی اس کے اثر کے باوجود جب مَیں نے ان کو ناظر اعلیٰ مقرر کیا تو تمام فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ دفتر میں حاضر رہے۔ اسی طرح فنکشنوں پہ بھی حاضر ہوتے رہے۔ ایک دن پہلے مدرسۃ الحفظ کا فنکشن تھا۔ کامیاب ہونے والے حفاظ میں اسناد تقسیم کرنی تھیں۔ وہاں شرکت کی۔ شام کو خدّام الاحمدیہ کے پروگرام میں شمولیت اختیار کی۔ وفات والے دن بھی صبح کئی لوگوں کے گھروں میں گئے۔ مریضوں کی عیادت کی۔ پھر اسی طرح پانچوں نمازیں مسجد

مبارک میں جا کے ادا کیں۔ وقف زندگی کی حیثیت سے ان کی زندگی کا آغاز مئی 1962ء میں ہوا ہے۔ انہوں نے ایم۔اے پولیٹیکل سائنس گورنمنٹ کالج لاہور سے کی اور پھر انہوں نے پبلک سروس کمیشن کا، CCS کا امتحان دیا اور اس میں کامیاب ہوئے۔ بڑی اچھی طرح کامیاب ہوئے بلکہ انہوں نے خود مجھے بتایا کہ مَیں نے یہ امتحان صرف اس لئے دیا تھا کہ لوگ کہتے تھے کہ یہ بڑا مشکل امتحان ہوتا ہے اور بڑی مشکل سے کامیابی ہوتی ہے۔ تا کہ دنیاوی لحاظ سے بھی کامیاب ہونے کے بعد پھر مَیں وقف کروں تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ کہیں اور جگہ نہیں ملی تو یہاں آ گئے۔ اس کامیابی کے باوجود سرکاری نوکری نہیں کی۔ پبلک سروس کمیشن میں نہیں گئے اور زندگی وقف کی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا 1962ء میں انہوں نے زندگی وقف کی۔ پھر ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بطور مینیجنگ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ربوہ کی خدمت سپرد کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان کو یہ بھی فرمایا کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ جو تم نے حاصل کر لی ہے دینی تعلیم بھی حاصل کرو۔ چنانچہ حضرت سید میر داؤد احمد صاحب سے انہوں نے حدیث اور دینی علوم حاصل کئے۔ حضرت میر داؤد احمد صاحب ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر تھے اور رشتہ میں ان کے ماموں بھی تھے۔ ان کا پہلا نام مرزا سعید احمد تھا۔ بعد میں حضرت مصلح موعودؓ نے ان کی والدہ کے کہنے پر ان کا نام مرزا احمد رکھا۔ انہوں نے سیرۃ المہدی میں کوئی واقعہ پڑھا تھا اور اس لحاظ سے ان کا خیال تھا کہ مرزا سعید احمد نام نہ رکھا جائے۔ مرزا سعید احمد ان کی پہلی والدہ سے ان کے بھائی تھے جن کی جوانی میں وفات ہو گئی تھی۔ یہاں یُوکے میں بھی آ کے وہ پڑھتے رہے۔ مرزا مظفر احمد صاحب وغیرہ کے کلاس فیلو تھے۔ حضرت مصلح موعود کو انہوں نے ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر کوئی نام بدلا تو حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کو رنج ہو گا تو ان کی بھی تسلی ہو جائے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر ہم ایسا نام رکھتے ہیں جس وجہ سے اُن کے والد کو بھی تکلیف نہ ہو اور پھر آپ نے مرزا غلام احمد نام رکھا اور ساتھ ہی حضرت مصلح موعود نے یہ فرمایا کہ ہم اس کو احمد کہہ کر پکاریں گے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو ابھی اتنا عرصہ نہیں ہوا اور میرے لئے بہت مشکل ہے کہ میں غلام احمد کر کے نام لوں۔ 1964ء میں میری ہمشیرہ کے ساتھ ان کا نکاح ہوا۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تو ان دنوں میں بیمار تھے۔ ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ اور دو بیٹے وقف زندگی ہیں۔ مرزا فضل احمد ربوہ میں ناظر تعلیم ہیں اور مرزا ناصر انعام یہاں یُوکے کے جامعہ کے پرنسپل ہیں۔ اور مرزا احسان احمد جو ہیں وہ امریکہ میں ہیں۔ گو دنیاوی نوکری ہے لیکن وہاں بھی جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔ نیشنل مجلس عاملہ میں سیکرٹری مال ہیں۔ اسی طرح افسر جلسہ گاہ ہیں۔ ان کی ایک بیٹی امۃ الولی زبدہ ہیں۔ دوسری امۃ العلی زہرا ہیں جو میر محمود احمد صاحب، یہ میر مسعود احمد صاحب کے بیٹے ہیں، ان کی بیوی ہیں اور وہ بھی وقف زندگی ہیں اور آجکل ناظر صحت ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب کی جو خدمات ہیں انہوں نے ناظر تعلیم کے طور پر کام کیا۔ کئی سال ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد مقامی کے طور پر کام کیا۔ ناظر دیوان کے طور پر کام کیا بلکہ جب تک ناظر اعلیٰ نہیں بنائے گئے تھے یہ 96ء سے لے کے 2018ء تک ناظر دیوان کے طور پر رہے۔ پھر یہ صدر مجلس کارپرداز کے طور پر بھی 2012ء سے 2018ء تک تھے۔ پھر مرزا خورشید احمد کی وفات کے بعد ان کو میں نے ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی اور صدر صدر انجمن احمدیہ بنایا۔ اس سے پہلے خلافت رابعہ میں بھی کئی دفعہ ان کو قائمقام ناظر اعلیٰ اور قائمقام امیر مقامی بننے کی توفیق ملی۔ اسی طرح مجلس وقف جدید کے ممبر تھے اور 2016ء سے 18ء تک یہ صدر مجلس وقف جدید بھی رہے۔ انصار اللہ میں عاملہ میں رہے۔ مختلف قیادتیں ان کے سپرد رہیں۔ پھر نائب صدر صف دوم بھی رہے۔ پھر نائب صدر بنے۔ پھر 2004ء سے لے کے 2009ء تک صدر انصار اللہ پاکستان خدمت کی توفیق ملی۔ خدام الاحمدیہ میں مختلف سالوں میں مہتمم کے طور پر کام کیا۔ پھر نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ رہے۔ اس کے بعد پھر 75ء سے 79ء تک صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھی رہے۔ اور میر داؤد احمد صاحب کے بعد ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز بھی ہوئے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمات انجام دیں۔ خلافت لائبریری کمیٹی کے صدر تھے۔ بیوت الحمد سوسائٹی ربوہ کے صدر تھے۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر تھے۔ اسی طرح جلسہ سالانہ میں ان کو کئی سال خدمت کی توفیق ملی۔ ڈیوٹیاں دیتے رہے۔ جب تک ربوہ میں جلسے ہوتے رہے یہ بطور نائب افسر جلسہ سالانہ اور ناظم محنت رہے۔ ناظم محنت کا بڑا محنت طلب کام ہوتا ہے اور ایسی لیبر سے واسطہ ہوتا ہے جو غیر احمدی بھی ہوتی ہے اور روٹی پکانے والے نانبائی اور پیڑے والے بگڑے ہوئے بھی ہوتے ہیں۔ ان کو صحیح طرح قابو رکھنا جلسے کا ایک بڑا کام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو بڑے احسن رنگ میں اس خدمت کی توفیق ملی۔ تبرّکات کمیٹی کے صدر رہے۔ رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کمیٹی کے ممبر تھے۔ مجلس افتاء کے ممبر تھے۔ تاریخ احمدیت کمیٹی کے ممبر تھے۔ سیکرٹری خلافت کمیٹی تھے۔ نگران مینیجنگ ڈائریکٹر الشرکۃ الاسلامیہ بھی رہے۔ نظارت کے ساتھ ساتھ یہ بہت سارے کام اور کمیٹیاں بھی ان کے سپرد تھیں۔ 1989ء میں ان کو اور مرزا خورشید احمد صاحب کو اور انجمن کے دو کارکنان کو 298c کے تحت چند دن اسیر راہِ مولیٰ رہنے کی بھی سعادت ملی۔

لاہور میں 28/مئی 2010ء کا جو واقعہ ہوا تھا جہاں احمدیوں کی بہت ساری شہادتیں ہوئی تھیں۔ اس وقت ناظر اعلیٰ نے لاہور جماعت کی تسلی کے لئے، شہداء کی فیملیز کو ملنے کے لئے، مریضوں کو دیکھنے کے لئے جو وفد فوری طور پہ لاہور بھجوایا تھا ان کے امیر مرزا غلام احمد صاحب تھے۔ شہداء کو ابھی ہسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ یہ لاہور پہنچ گئے تھے اور اگلے تقریباً دو ہفتے تک انہوں نے لاہور میں ہی قیام کیا اور لاہور کے جو انتظامات تھے ان کی خود نگرانی کرتے رہے۔ دارالذکر میں یہ وفد گیا اور بڑی فراست اور محنت سے انہوں نے تمام کام سرانجام دیئے اور زخمیوں کے علاج کی نگرانی بھی کرتے رہے اور شہداء کی فیملیوں کے گھروں میں بھی گئے۔ دارالذکر میں اسی دن عاملہ کا اجلاس بلایا اور نئے امیر کا بھی وہاں اعلان کیا۔ مغرب عشاء کی نمازیں آپ نے وہیں پڑھائیں تا کہ لوگوں کو یہ حوصلہ رہے کہ واقعہ ہونے کے بعد یہ نہیں کہ مسجد خالی کر دینی ہے۔ اور جب یہ ہسپتال میں مریضوں کو پوچھنے کے لئے گئے تھے تو اس وقت کے گورنر سلمان تاثیر صاحب وہاں آئے۔ انہوں نے تعزیت کی۔ مرزا غلام احمد صاحب نے ان کی اس طرف توجہ مبذول کروائی کہ جو حملہ ہوا ہے وہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت انگیز مواد کی تشہیر ہو رہی ہے اور بحیثیت گورنر آپ کا فرض ہے کہ اس طرف توجہ دیں۔ اسی طرح جاوید مائیکل صاحب جو اقلیتی امور کے صوبائی وزیر تھے وہ بھی تعزیت کرنے کے لئے آئے۔ یہاں بھی انہوں نے بڑی بہادری سے وزیر موصوف کو کہا کہ آپ تعزیت کے لئے آئے ہیں اس کے لئے ہم آپ کے مشکور ہیں۔ لیکن یہ بات واضح رہے کہ ہم خود کو اقلیت ہرگز نہیں مانتے۔ ہم مسلمان ہیں۔ جس پر وزیر نے عرض کیا کہ دراصل مَیں انسانی حقوق کا بھی وزیر ہوں اور مَیں اس لحاظ سے بھی آیا ہوں۔ آپ نے ان کو کہا کہ اپنی کابینہ میں آپ کو آواز اٹھانی چاہئے اور جماعت کے خلاف جو مہم ہے حکومت کو اس کو ختم کرنا چاہئے۔ لیکن بہرحال یہ تو ان کو ان کے فرائض کی طرف ایک توجہ دلائی تھی۔ اصل تو ہماری نظر ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر ہی ہے اور اسی نے یہ حالات ٹھیک کرنے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ 29 اور 30 مئی کو انہوں نے یہاں پریس کانفرنس بھی کی۔ 2/جون کے ایکسپریس نیوز کے لائیو پروگرام میں پوائنٹ بلیک میں رات گیارہ بجے سے بارہ بجے تک انہوں نے شرکت کی۔ سوئس نیشنل ٹی وی اور بی بی سی اور وائس آف امریکہ اور صحارا ٹی وی، چینل فائیو اور دنیا ٹی وی وغیرہ سب کو انٹرویو دیا۔ بہرحال یہ وفد پھر 12/جون تک وہاں رہا اور واپس آ گیا۔ اس میں انہوں نے بڑا واضح طور پر ان کو کہا تھا کہ ہم مسلمان ہیں اور کوئی ہمارے سے ہمارا مسلمان ہونا نہیں چھین سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ایک خطبہ میں اپنی ایک رؤیا سنائی تھی اور اس میں انہوں نے ان کا جو ذکر کیا وہ یہ تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کہتے ہیں کہ مَیں سوچ رہا تھا کہ مجھے اپنی مصروفیتیں بڑھانی چاہئیں تو رات کو خواب میں میاں احمد کو دیکھا۔ مرزا غلام احمد صاحب کو دیکھا جو ہمیشہ بہت اچھا مشورہ دیا کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے متعلق بھی انہی کا مشورہ تھا کہ بجائے اس کے کہ تفسیر صغیر کے پیچھے نوٹس لکھوں۔ میں اپنا نیا ترجمہ کروں اور آپ فرماتے ہیں کہ الحمدللہ کہ خدا تعالیٰ نے اس ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور بہت سے مسائل اس میں حل ہوئے۔ اور باقی پھر لمبی خواب ہے اس میں ذکر ہے کہ کس طرح انہوں نے شادی بیاہ کے متعلق اور لڑکوں کی ملازمتوں کے لئے کہا کہ کیا تجویزیں ہونی چاہئیں۔ خواب میں میاں احمد نے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو وہ بتائیں کہ آپ اس میں مدد کر سکتے ہیں۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 19 تا 25 جنوری 2001ء صفحہ 5۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 15 دسمبر 2000ء)

ایک خط میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ان کو لکھا کہ عزیزم احمد سلمہ اللہ۔ السلام علیکم۔ آپ کی پریشانی کا خط ملا۔ میں آپ کے لئے عاجزانہ دعا کرتا ہوں۔ آپ کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے سچائی اور سعادت رکھی ہے اور ان دو صفات کے حامل انسان کو اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بیش از پیش روحانی ترقیات عطا فرماتا رہے اور طمانیت قلب کی جنت نصیب کرے۔

اسی طرح ایک اَور خط میں انہوں نے فرمایا کہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔ آپ سب کا حق بھی ہے اور خدمت دین میں بھی میرے سلطان نصیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی امان میں رکھے۔ صحت و سلامتی دے اور کبھی کوئی فکر اور پریشانی نہ آئے۔ اور پھر لکھا کہ مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ میری شدید خواہش ہے کہ احمدیت کو لوگ بہت جلد قبول کریں۔ پھر فرمایا کہ ایم ٹی اے کا ہتھیار بھی ساری دنیا میں چل رہا ہے اور میری خواہش کو عملی رنگ دے رہا ہے۔ اچھے اچھے پروگرام بھجوائیں تا کہ نور ہی نور ہو جائے۔ طاغوت اور شیطان رمضان میں پوری طرح جکڑا جائے۔

ان کی اہلیہ امۃ القدوس صاحبہ کہتی ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب بیمار تھے تو رات کو روزانہ وہاں جا کے ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ یہ رشتے سے پہلے کی بات ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں بھی خلافت سے بہت وابستہ تھے۔ حضور ان پر بہت اعتماد کرتے تھے اور

1974ء میں کافی عرصہ، یہ بھی اور مرزا خورشید احمد صاحب بھی، دن رات وہیں رہے۔ اور گھر آنے کی اجازت نہیں تھی۔

1973ء اور 74ء میں خاص طور پر اور بعد ازاں جب خدام الاحمدیہ کے صدر تھے اس وقت بھی یہ حضور کے ساتھ کام کرتے تھے۔ ایک لمبا عرصہ تو گھر آتے ہی نہیں تھے۔ پہلے بھی صبح کے گئے رات دس بجے کے قریب گھر آتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک اعزاز سے نوازا کہ ایک اجتماع کے موقع پر جب انہوں نے درخواست کی کہ حضور عہد دہروائیں گے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا کہ تم دہراؤ۔ یعنی صدر خدام الاحمدیہ کو کہا تم دہراؤ اور پھر حکماً ان سے عہد دہروایا۔ اور حضور نے خود باقی خدّام کی طرح کھڑے ہو کر پیچھے عہد دہرایا۔ مرزا خورشید احمد صاحب کی وفات پر مَیں نے یہ ذکر کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے کہا تھا کہ یہ جو دو شخص ہیں وہ میرے بڑے وفادار ہیں اور ہر خلافت کے وفادار ہیں۔ انہوں نے مجھے لکھا تھا لیکن مجھے زبانی بھی بتا چکے تھے۔ اس وقت کیونکہ ان کو جھجھک تھی اس لئے اپنا نام نہیں لکھا تھا۔ اس لئے مَیں نے بھی جمعہ پہ نہیں بتایا۔ صرف مرزا خورشید احمد صاحب کا ہی بتایا۔ اصل میں مرزا غلام احمد صاحب اور مرزا خورشید احمد صاحب کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا تھا کہ یہ ہر خلافت کے وفادار ہیں اور میرے وفادار ہیں۔ جب حضور کی انگوٹھی گمی تو اس کو تلاش کرنے کے لئے انہی کو بلایا اور یہ کہا کرتے تھے کہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے میرا نام لیا۔ احمد اور پھر خورشید یہ دونوں میرے وفاداروں میں سے ہیں اور ہر خلافت کے وفاداروں میں سے ہیں۔

پھر ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ رات کے نوافل میں اتنی گریہ وزاری ہوتی تھی کہ گھر گونج رہا ہوتا تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے، خلیفۂ وقت کے لئے، جماعت کے لئے، ماں باپ کے لئے، بہن بھائیوں کے لئے، بیوی بچوں کے لئے، رشتہ داروں کے لئے دعائیں کرتے تھے اور اپنے نوافل میں سورۃ فاتحہ کی بعض آیات کئی کئی دفعہ دہراتے رہتے تھے۔ کہتے ہیں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے بہت زیادہ تعلق تھا۔ لیکن یہ تھا کہ ناانصافی نہیں تھی۔ اپنے گھر والوں سے بیوی کی عزت کروائی اور بیوی کا تعلق گھر والوں سے قائم کیا۔ یعنی دونوں رشتوں میں ایک توازن قائم رکھا۔ چھوٹے سے چھوٹا تحفہ بھی کوئی ان کو دیتا تو اس کی شکر گزاری کرتے۔ یا تو اس کو تحفہ کے طور پر لَوٹاتے یا گھر جا کے اس کا شکریہ ادا کرتے یا خط لکھ کے شکریہ ادا کرتے۔ ایک خوبی یہ تھی کہ جو کام بھی سپرد کرو جب تک وہ سرانجام نہ دے لیتے چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔ علم بھی بہت تھا۔ یادداشت بھی ان کی خوب تھی۔ کوئی روایت ہو، پرانا رشتہ ہو، کہتی ہیں ان سے پوچھتی تو ان کو یاد ہوتا تھا۔ اور کہتی ہیں کہ مجھے سیروں کا شوق تھا تو مالی حالات چاہے اچھے ہوں یا نہ ہوں، طبیعت ٹھیک ہو یا نہ ہو بیوی کا حق ادا کرنے کے لئے سیروں پہ ضرور لے کر جاتے۔ ان کی اہلیہ، میری ہمشیرہ نے، لکھا ہے کہ عبدالرحمن انور صاحب کی بیوی بتاتی ہیں کہ عبدالرحمن انور صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ان کی والدہ کے گھر کے دروازے پر گلاب کی بہت ہی خوبصورت دو بیلیں چڑھ رہی ہیں جن میں بہت خوبصورت پھول لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ خواب تو سچی ہوئی۔ ان کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ ہر آمد پر پہلے چندہ ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد اس کو خرچ میں لایا جاتا تھا۔ ان کی اہلیہ کو بھی ہماری والدہ کی طرف سے یا والد کی طرف سے جو جائیداد سے حصہ ملا اس کی پہلے وصیت ادا کی، حصہ جائیداد ادا کیا۔ اور جو آمد ہوتی تھی، اس کا حصہ جائیداد ادا کر دیتے تھے اور پھر مجھے بتاتے تھے کہ مَیں چندہ ادا کر آیا ہوں۔ اس طرح انہوں نے میری ساری جائیداد کا چندہ چکا دیا اور مجھے کوئی بوجھ بھی نہیں پڑا۔ بیٹے بیٹی کو گھر بنا کے دیا اور ان کی وصیت بھی خود اتار دی۔

پھر بہت سارے لکھنے والوں نے مجھے لکھا اور مَیں بھی دیکھتا ہی رہتا تھا کہ یہ دونوں بھائی ہمیشہ وہاں اکٹھے ہوتے تھے۔ ہماری ہمشیرہ یہی لکھتی ہیں کہ مرزا داؤد احمد صاحب کی اہلیہ کہا کرتی تھیں کہ احمد اور خورشید کو اگر دیکھ لوں کہ اکٹھے کہیں جا رہے ہیں تو مجھے لگتا تھا کوئی جماعتی مسئلہ ہو گیا ہے کہ یہ دونوں اکٹھے جا رہے ہیں۔ ہر کرائسس (crisis) میں بڑے حوصلے سے، ہمت سے، فہم سے، فراست سے کام کیا کرتے تھے۔ خلافت کی اطاعت تو تھی۔ یہاں جلسہ پہ آئے تھے تو کمزوری کافی تھی۔ ان کو میں نے کہا سوٹی لیا کریں۔ تو فوری طور پر انہوں نے سوٹی شروع کر دی کہ اب تو حکم مل گیا ہے اب لینی پڑے گی۔ چھڑی استعمال کرنی پڑے گی۔

چند سال قبل مَیں نے کہا تھا کہ ناظران جماعتوں میں جائیں اور ہر ایک گھر میں جا کے میرا اسلام پہنچائیں۔ ان کے حصہ میں سندھ آیا۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ واپس آئے تو لنگڑا کر چل رہے تھے۔ مَیں نے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ ایک گھر کی سیڑھی سے گر گیا تھا۔ جب فضل عمر ہسپتال میں دکھایا گیا تو پاؤں کی چھوٹی انگلی کی ہڈی کریک (crack) تھی اور دوسرے پاؤں کے ٹخنہ میں بھی ذرا سا، ہلکا سا کریک (crack) آیا ہوا تھا یا چوٹ تھی۔ ہلکا سا فریکچر تھا۔ کہتی ہیں مَیں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو درد نہیں ہوتی تھی۔ کہنے لگے درد تو محسوس ہوتی تھی لیکن کیونکہ خلیفۂ وقت کا پیغام گھر گھر پہنچانا تھا اس لئے گیارہ دنوں میں اس تکلیف کا احساس نہیں کیا اور اپنا کام ختم کر کے آئے۔ ان کے بڑے بیٹے لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت کے بعد حضور کے خطبہ کی کیسٹ سب سے پہلے آپ کے پاس آتی تھی اور بڑے اہتمام سے آپ سب کو اکٹھا کرتے اور حضور کا خطبہ سناتے تھے۔ پھر ایم ٹی اے آنے کے بعد بھی خطبات سننے کا خاص اہتمام کرتے تھے اور اس بات کو یقینی بناتے تھے کہ سب گھر والے یہ خطبہ سنیں۔ حتی کہ جو گھر میں کام کرنے والے افراد ہیں یا باہر ملازم ہیں ان کو سنانے کے لئے بھی انہوں نے خاص اہتمام کیا ہوا تھا۔ لاؤڈ سپیکر لگایا ہوا تھا یا ٹی وی لگا کے دیا ہوا تھا۔ جب یہ لاہور گئے ہیں تو وہاں کا ایک واقعہ ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ جب رات میو ہسپتال گئے تو وہاں پر بہت رَش تھا اور ایمبولینس والے منہ مانگی قیمت مانگ رہے تھے۔ تو وہاں انہوں نے اونچی آواز میں اعلان کیا کہ سب انتظام صدر انجمن احمدیہ کرے گی۔ سب کی تدفین ربوہ میں ہوگی۔ سارے جنازے وہاں لے کے جائیں گے انشاء اللہ اور کوئی آبائی جگہ لے کر جانا چاہتا ہے تو اُسے اجازت ہے۔ بہرحال اس سے لوگوں میں کافی اطمینان پیدا ہوا۔ ہر زخمی کے گھر میں گئے۔ شہداء کے گھروں میں گئے۔ ان کے گھروں میں کھانے کا انتظام کروایا۔ اگر کوئی کمانے والے نہیں تھا تو ان کے لئے انتظام کروایا۔ اُس وقت بعض اطلاعات تھیں کہ بعض لوگ ان کے پیچھے ہیں اور ایجنسیوں کی طرف سے اطلاع تھی کہ ان کی جان کو خطرہ ہے تو ان کو وہاں سے واپس بلایا گیا۔ لیکن 28؍مئی سے جو اگلا جمعہ تھا یہ پھر وہاں گئے اور وہیں دارالذکر میں جا کر انہوں نے خود جمعہ پڑھایا تا کہ جماعت کے لوگوں کو بھی حوصلہ رہے۔ غریبوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ پرانے دوستوں کا خیال رکھتے تھے۔ ان کے بچپن کے ایک کلاس فیلو تھے جو پڑھائی پوری نہیں کر سکے اور انہوں نے گھروں میں رنگوں کا، رَنگ پینٹ (paint) کا کام شروع کر دیا، اس کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد اس کے بچوں کا خیال رکھا۔ 1989ء میں جب یہ گرفتار ہوئے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہو رہا تھا اور اس وقت مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور عامہ تھے۔ وہ ربوہ سے باہر تھے۔ یہ ان کے قائمقام تھے۔ مجسٹریٹ نے ان کو بلایا اور حکم دیا کہ اجتماع بند کرو۔ انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں نے ہمیں اجتماع کرنے کی تحریری اجازت دی ہے اب بند کرنے کی بھی تحریری اجازت دے دیں۔ ہم بند کر دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا زبانی حکم ہے۔ تم بند کرو۔ انہوں نے کہا پھر زبانی پہ ہم بند نہیں کریں گے۔ خیر شام کو مرزا خورشید احمد صاحب بھی آ گئے۔ ان کو بلایا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ جس کے نتیجہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ انہوں نے چند دن اسیری میں گزارے۔ ان کو گرفتار کر لیا گیا اور جیل میں ڈال دیا گیا۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ ہمارے ابّا نے پوری کوشش کی کہ خلافت کے وفادار رہیں اور ہمیں بھی یہی نصیحت کی۔ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ ابّا نے مجھے بہت تڑپ سے دعا کے لئے کہا بلکہ کئی دن کہتے رہے۔ مجھے نہیں پتا کہ معاملہ کیا تھا؟ لیکن بہرحال یہ تأثر تھا کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی ہلکی سی ناراضگی کا معاملہ ہے جس کی وجہ سے ابّا کی نمازوں میں اتنی تڑپ ہوتی تھی جس کا میرے ذہن پر بھی اثر ہوا اور میری کیفیت بھی ویسی ہی ہو گئی۔

پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت ہوئی ہے اُس وقت ان کی والدہ صاحبزادی سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ بہت بیمار تھیں اور کافی حالت خراب تھی اور جس رات ہجرت تھی اس رات لگ رہا تھا کہ آج ان کی والدہ کی آخری رات ہے۔ لیکن آپ وہاں جماعتی معاملات میں مصروف تھے۔ ہجرت کے معاملات میں مصروف تھے۔ اس لئے والدہ کے کمرے تک بھی نہیں گئے اور جماعتی کاموں میں مصروف رہے۔

اسی طرح ان کا خلافت خامسہ میں میرے ساتھ بھی ہمیشہ اطاعت کا، وفا کا تعلق رہا ہے۔ بلکہ اپنے بیٹے کو پوچھنے پر یہی کہا تم دیکھتے نہیں خلافت کی صداقت کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کس طرح خلافت خامسہ کے ساتھ ہیں۔ ان کے ایک بیٹے لکھتے ہیں کہ ہمیں نماز پر جگایا کرتے تھے۔ عام طور پر ذرا سخت تھے لیکن آخری دنوں میں اتنے درد سے جگاتے کہ اس سے شفقت ظاہر ہوتی۔ جو بھی ان کو اور ان کی اہلیہ کو خلفاء کے خطوط آئے ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ ان تمام خطوط کی کاپیاں بنا کے اور فائل بنا کے ہم تمام بچوں کے سپرد کر دیں کہ یہ ہماری عمر کا اَثاثہ ہے۔ ان خطوط کو اپنے پاس رکھنا۔

مرزا انس احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی وفات ہوئی ہے مَیں خواب دیکھ رہا تھا کہ بھائی خورشید اور میاں احمد اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے ہیں اور ان کی ملاقات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہو رہی ہے اور کہتے ہیں کہ اُس وقت خواب میں میرے دل میں بھی

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ کرے میری ملاقات بھی اسی طرح ہو جائے۔ سو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ! مجھے بھی اپنے قرب میں بلا لے۔ تو پھر اللہ نے فرمایا کہ تم آگے آ جاؤ۔ کہتے ہیں میاں احمد سے میرا پرانا تعلق تھا اور تقریباً ہم عمر تھے۔ ان کی نیکیوں کو دیکھتا ہوں تو شرمندہ ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسا موقع دے۔ کہتے ہیں کبھی کسی بات پر مجھ سے ناراض ہو جاتے تو ہمیشہ وہ مجھے معاف کرنے میں پہل کرتے تھے۔ پھر اسی طرح انہوں نے ان کی نمازوں کی حالت کے بارے میں لکھا ہے کہ جب ان کو نماز پڑھتے دیکھتا تو ایسی رقّت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے کہ مجھے رشک آتا تھا۔ انتہائی ذہین، ذمہ دار تھے۔ پنجوقتہ نماز کے لئے مسجد میں جانا، غرباء کی مدد کرنا اور ان کے کام آنا، اپنی قوتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق انہوں نے پائی۔

چوہدری حمید اللہ صاحب نے بھی یہی لکھا کہ بڑے معاملہ فہم اور صائب الرائے تھے اور اکثر اوقات مشورے کی مجالس میں آپ کی رائے ہی فیصلہ کُن ہوتی تھی۔ سلسلہ کے لٹریچر اور تاریخ سے گہری واقفیت تھی۔ جب بھی موقع پیش آتا سلسلہ کی خدمت میں آگے ہوتے۔ 74ء کے فسادات میں کئی ماہ تک حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی بھرپور معاونت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے بیرون ملک دوروں میں شریک سفر ہوئے۔ ایک دفعہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نمائندہ کے طور پر حضور کے وفد میں شامل ہوئے۔

قادیان کے کارکن اکرم صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے مرزا خورشید احمد صاحب کی وفات پر ان کو افسوس کیا تو انہوں نے بڑے درد سے مجھے کہا کہ میرے لئے قادیان میں خود بھی دعا کرنا اور دوسرے بزرگان کو بھی دعا کے لئے کہنا کیونکہ میاں خورشید کی وفات کے بعد اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے نئی ذمہ داریاں کما حقہ ادا کرنے کی توفیق دے۔ اس طرح دعا کے لئے بھی کہتے رہتے تھے۔ جب قادیان کا سفر کرتے تو درویشوں کے گھروں میں جاتے اور اسی طرح وہاں کے درویشوں کی بیوگان اور یتامی کی خدمت کرنے کی کوشش کرتے۔ مقامات مقدّسہ کا ان کو بڑا علم تھا۔ اکرم صاحب ہی یہ لکھتے ہیں کہ قادیان پہنچ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہاں دعا کیا کرتے تھے اکثر وہاں کھڑے ہو کر نوافل پڑھا کرتے تھے اور مجھے بھی نصیحت کیا کرتے تھے کہ آپ لوگ خوش قسمت ہیں۔ ان مقامات میں، مقدس مقامات میں رہتے ہیں۔ اس لئے یہاں بہت دعائیں کیا کریں۔ خدام الاحمدیہ کے صدر کے طور پر ان کی بڑی خدمات ہیں۔ ہر جگہ خدام تک پہنچے۔ (مبشر) گوندل صاحب نے بھی لکھا کہ ایک دفعہ ان کا سندھ کا دورہ تھا تو بعض جگہ سواری نہیں جا سکتی تھی۔ کار بھی نہیں جا سکتی تھی تو پیدل سفر کر کے جنگلوں میں خدّام تک پہنچے جس کا خدّام پہ بڑا اچھا اثر ہوا اور اب تک وہ یاد کرتے ہیں۔

اسی طرح اسفند یار منیب صاحب جو شعبہ تاریخ کے انچارج ہیں وہ لکھتے ہیں کہ تاریخ احمدیت کے لئے بھی بطور خاص مفید وجود تھے۔ مشاورتی پینل کے رکن تھے۔ نہایت باریک بینی سے تاریخ کے مسودے کو دیکھتے تھے اور نہایت قیمتی اور وقیع تجاویز دیتے اور رہنمائی فرماتے تھے۔ جماعتی تاریخی واقعات کے پس منظر یا جزئیات ونفسیات سے بخوبی واقف تھے۔ اور محمد دین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن کہتے ہیں جب ناظر اعلیٰ کی تعیناتی ہوئی تو میں ان کے کمرے میں گیا تو یہ نظارت علیاء کی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور حالت دیدنی تھی کہ آنسوؤں سے آنکھیں بھری ہوئی تھیں۔ دعاؤں کے جذبات سے مغلوب چہرہ تھا اور محویت میں ڈوبا ہوا تھا اور بڑی عاجزی سے انہوں نے مجھے بھی دعا کے لئے کہا۔

زاہد قریشی صاحب کہتے ہیں کہ یہ جب یہ خدام الاحمدیہ کے صدر تھے تو قائد خدام الاحمدیہ لاہور نے مجھے کسی کام کے لئے ان کے پاس بھیجا۔ میں ایوان محمود میں ملاقات کے لئے دفتر میں گیا اور کاغذان کے سپرد کئے۔ گرمیوں کا موسم تھا اور دوپہر کا وقت تھا۔ تو کاغذات لینے کے بعد انہوں نے فرمایا کہ کھانا کھا لیا ہے؟ میں نے کہا کہ ابھی کام سے فارغ ہو کر مَیں دارالضیافت میں جا کے کھاتا ہوں۔ انہوں نے کہا نہیں میرے ساتھ چلو۔ تھوڑی دیر بیٹھو۔ ابھی انتظام ہو جائے گا۔ تو کہتے ہیں مَیں سمجھا کہ یہیں ایوان محمود میں انتظام ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد باہر آئے۔ سائیکل نکالی اور پھر کہا کہ میرے پیچھے بیٹھو۔ کہتے ہیں خیر چل پڑے۔ مَیں نے راستے میں کہا کہ مَیں دارالضیافت چلا جاتا ہوں۔ راستے میں دارالضیافت آتا ہے تو انہوں نے کہا نہیں پیچھے بیٹھے رہو۔ سخت گرمی میں سائیکل پر گھر لے گئے اور اپنے گھر میں جا کے وہاں کھانا کھلایا اور پھر مجھے رخصت کیا۔ جب صدر خدام الاحمدیہ تھے تو ہر خادم سے ان کا ذاتی طور پر بڑا تعلق تھا۔

اسی طرح بہت سارے لوگوں نے لکھے ہیں کہ ہم نے بہت سارے کام کے سلیقے ان سے سیکھے۔ ڈاکٹر سلطان مبشر بھی لکھتے ہیں کہ بہت سارے کام کے اسلوب اور طریقے ان سے سیکھے۔ ان کو بڑی گہرائی میں جا کر کام کرنے کی عادت تھی۔ ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب ہی لکھتے ہیں کہ 84ء کے آرڈیننس کے بعد وفاقی شرعی عدالت میں جو اپیل کی گئی اس کے انتظامات کے ذمہ دار میاں احمد صاحب تھے۔ کہتے ہیں مجھے یاد ہے کہ میاں صاحب اچانک ایوان محمود، جہاں خاکسار بیڈمنٹن کھیل رہا تھا، خود تشریف لائے اور کہنے لگے کہ لاہور عدالت میں کتب کی ضرورت ہوتی ہے جو یہاں لائبریری سے لے جانا ہوں گی اور یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ وہاں لے کے جایا کریں اور جن کتب کی ضرورت ہوتی تھی وہ لاہور سے فون پر ربوہ لکھوا دی جاتی تھیں اور پھر لائبریری کے عملے کے ساتھ یہ خود محنت کرتے، کوشش کرتے اور کتابیں نکلواتے۔ یہ نہیں کہ صرف کہہ دیا تو چلے گئے بلکہ ان کو بیٹھ کر خود کام کروانے کی عادت تھی۔ یتیموں اور بیواؤں کا خیال رکھنے والے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ آج ہی میرے پاس آؤٹ ڈور میں ایک خاتون بشریٰ صاحبہ یہاں ربوہ کی رہنے والی ہیں آئیں۔ شوگر اور بلڈ پریشر کی مریضہ تھیں۔ ان کے ریزلٹ دیکھ کر میں نے انہیں کہا کہ خدا کے فضل سے اب تو آپ کے نتائج نارمل آئے ہیں۔ یہ سن کر وہ رو پڑی۔ تو میں نے تعجب سے انہیں دیکھا تو انہوں نے رندھی ہوئی آواز میں کہا کہ ہاں ڈاکٹر صاحب میری شوگر تو ٹھیک ہو گئی ہے مگر میرا مفت علاج کرانے والے دونوں حضرات مرزا خورشید احمد صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب اس دنیا سے چلے گئے۔ کہتے ہیں مَیں نے انہیں تسلی دی کہ خدا کے فضل سے جماعتی نظام کے تحت یہ علاج جاری رہے گا مگر وہ بہت یاد کرتی رہیں اور روتی رہیں۔

عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل کہتے ہیں کہ 73ء کے آخر میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مجلس شوریٰ خدام الاحمدیہ کے مشورے کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر کیا تو مرزا غلام احمد صاحب اس وقت نائب صدر تھے۔ مَیں نے بھی انہیں اپنی عاملہ میں ان کے وسیع تجربے کی وجہ سے نائب صدر کے طور پر تجویز کیا۔ مرزا غلام احمد صاحب اپنے علم اور تجربہ اور اپنی عمر اور مقام کے لحاظ سے مجھ سے بہت سینئر تھے لیکن جب آپ کو نائب صدر مقرر کیا گیا تو عطاء المجیب صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے انتہائی عاجزی سے ہر کام میں بھرپور تعاون کیا اور کسی مرحلے پر بھی ذرہ برابر بھی اظہار نہیں ہونے دیا کہ وہ تو مجھ سے بہت سینئر ہیں۔

ایک شاہد عباس صاحب ہیں۔ ملائیشیا سے لکھتے ہیں کہ 2005ء میں مَیں نے بیعت کی اور مرکز کی زیارت کے لئے گیا تو دفاتر میں مرزا غلام احمد صاحب تشریف لا رہے تھے تو میرے ساتھی معلّم دانیال صاحب نے مجھے کہا کہ یہ خلیفۂ وقت کے بڑے قریبی رشتہ دار ہیں۔ ان کو دعا کے لئے کہہ دیں۔ کہتے ہیں مَیں ان کے پاس گیا اور کہا کہ میں شیعہ فرقے سے جماعت احمدیہ میں داخل ہوا ہوں میرے لئے دعا کریں۔ انہوں نے مجھے گلے لگایا اور میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور بڑے جوش سے کہا کہ مَیں آپ کو ایک ایسی ہستی کیوں نہ بتا دوں جن کو میں خود دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں۔ تو مَیں نے پوچھا وہ کون ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ خلیفہ وقت اور فرمایا کہ خلیفہ وقت کو دعا کے لئے لکھا کرو۔ یہ نومبایع کہتے ہیں کہ مَیں نے ان کی آنکھوں میں خلیفۂ وقت کی جو محبت اور جوش دیکھا تھا وہ قابل دید تھا اور وہ لمحات خاکسار کی آنکھوں میں نقش ہو کے رہ گئے ہیں۔

انجم پرویز صاحب یہاں عربی ڈیسک کے مربی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ چوہدری محمد علی صاحب نے بتایا کہ ایک دن دوپہر کو شدید گرمی میں سائیکل پر میاں احمد کسی شخص کو تلاش کر رہے تھے جو رنگ وروغن کرنے والا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ اتنی گرمی میں کس کو تلاش کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ اس شخص کو میں نے ایک غلط ہومیوپیتھی دوائی دے دی ہے اور اب اس کی تلاش کر رہا ہوں کہ کہیں وہ کھا نہ لے تو صحیح دوائی اس تک پہنچا دوں۔ اس لئے مَیں خود اس کو تلاش کر کے اس کو دوائی پہنچانے کی کوشش کر رہا ہوں اور وہ مل نہیں رہا۔

اسی طرح جو بھی فرائض اور بہت ساری جگہوں پر جو خدمات ان کے سپرد تھیں وہ بڑے احسن رنگ میں انجام دیتے رہے۔ بہت سارے واقعات لوگوں نے لکھے ہیں۔ اسی طرح جو بھی دفتروں میں ان کے ساتھ کام کرنے والے تھے وہ کہتے ہیں کہ انتہائی نرمی سے اور پیار سے اور محبت سے کام کرواتے تھے۔ دکھی اور مشکلات میں مبتلا لوگوں اور ضرورتمندوں کی ممکن حد تک ہمدردی کرنے والے اور ان کی مشکلات دور کرنے والے اور بڑے زیرک، معاملہ فہم تھے۔ ایسی خداداد صلاحیت تھی کہ فوری طور پر معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے اور پھر جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ فوری طور پر کارروائی کر کے ان کو کام سرانجام دینے کی عادت تھی۔

اسی طرح ایک دفعہ کچھ لڑکے دفتر میں آئے۔ یہ وفات سے چند دن پہلے کی بات ہے حفاظت مرکز کے جو بعض کارکنان ہیں انہوں نے ان سے زیادتی کی تھی۔ کوئی مارا مُورا تھا یا سختی کی تھی۔ وہ شکایت لے کر آئے تھے۔ کسی کو زیادہ ضربیں بھی لگی ہوئی تھیں۔ اس پر انہوں نے ان سے کہا کہ تم نے ہسپتال میں جا کر دکھایا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ تو ان کو کہا کہ پہلے جا کر علاج کرواؤ۔ آج دفتر میں چھٹی ہے۔ جب دفتر کھلتا ہے تو میں انشاء اللہ ساری کارروائی کروں گا اور جو بھی قصوروار ہے، چاہے وہ عہدیدار ہو اس کو سزا ملے گی اور فوری طور پر وہاں کارروائی بھی کر دی اور لڑکوں کو بھیجا کہ پہلے اپنا ہسپتال سے علاج کروا کے آؤ۔

دیوان میں اقبال بشیر صاحب ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ جب میاں احمد صاحب کو ناظر دیوان بنایا گیا تو دفتر کا عملہ تھوڑا تھا اور صرف دو کلرک تھے اور ایک مددگار تھا۔ کام جب زیادہ ہو جاتا تھا تو اکثر اوقات یہ ہوتا تھا کہ میاں احمد صاحب ہمارے ساتھ آ کے بیٹھ جاتے تھے اور ڈاک کی آمد و روانگی وغیرہ کا کام ہمارے ساتھ کیا کرتے تھے۔

ریاض محمود باجوہ صاحب، مربی رہے ہیں۔ ریٹائر ہو گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن میں دفتر میں بیٹھا تھا تو دوران گفتگو میاں صاحب کے لہجے میں سختی آ گئی اور عام طور پر ہو بھی جاتا ہے اور مجھے اس پر کوئی ملال اور تعجب بھی نہیں تھا۔ مَیں گھر آ گیا۔ شام ہوئی تو دروازے پر دستک ہوئی۔ مَیں نے دروازہ کھولا تو میاں صاحب کھڑے تھے۔ ان کو دیکھ کر حیرانی ہوئی۔ وہ کہنے لگے کہ آج آپ سے دفتر میں تلخی سے بات ہوئی ہے۔ اس پر آپ سے معذرت کرنے آیا ہوں۔ کہتے ہیں ان کا یہ رویّہ تو میرے تصور میں بھی نہیں تھا۔ اس وقت سے میں ان کا قائل ہوں۔ اسی طرح ایک مددگار کارکن نے بھی لکھا۔ ایک عام کارکن نے بھی لکھا کہ مجھے پہلے ڈانٹا۔ اس کے بعد معذرت کی۔ اسی طرح ایک اور واقعہ کسی نے لکھا کہ میرے سے دفتر میں کچھ زیادتی ہوئی تو انہوں نے تھوڑی سی تنبیہ کی۔ مَیں گھر میں بیٹھا استغفار کر رہا تھا تو اتنے میں دروازہ کھٹکا اور جب میں باہر گیا تو دیکھا کہ میاں احمد صاحب کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آج میں نے تمہیں کچھ سخت الفاظ کہہ دیئے تھے۔ اس کے لئے معذرت ہے اور واپس مڑ کے کار میں بیٹھے اور واپس آ گئے۔

مبشر ایاز صاحب کہتے ہیں کہ مَیں خالد رسالہ کا ایڈیٹر تھا۔ محمود بنگالی صاحب مرحوم آسٹریلیا سے تشریف لائے ہوئے تھے ان کا انٹرویو تھا۔ انہوں نے ایک واقعہ بتایا کہ جب میاں احمد صاحب صدر تھے تو اس وقت وہ تربیتی کلاس کے دوران ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس تھے۔ جب کلاس ختم ہوئی تو انہوں نے جب بِل پیش کیا تو کچھ آنے بجٹ سے زائد خرچ ہو گئے تھے۔ کچھ آنے کا مطلب ہے کہ چند پیسے۔ صدر صاحب کی طرف سے بل مسترد ہو گیا۔ رد ہو گیا کہ یہ نہیں پاس ہو سکتا۔ کہتے ہیں مَیں خود ان کے پاس گیا کہ یہ کون سی بڑی بات ہے۔ چند آنے زائد ہوئے ہیں اور یہ کوئی ایسی بڑی رقم نہیں ہے۔ اگر آپ نہیں دیتے تو مَیں اپنی جیب سے خرچ کر لیتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ جیب سے خرچ کرنے کا معاملہ نہیں ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ مَیں آپ لوگوں کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جماعتی اموال کو خرچ کرنے میں احتیاط کرنی چاہئے اور جو جماعتی قواعد ہیں جو نظام موجود ہے ان کو فالو (follow) کرنا چاہئے۔ اور اگر ضرورت زیادہ تھی تو پہلے منظوری لیتے پھر خرچ کرتے۔ اور کہتے ہیں کہ بنگالی صاحب کہا کرتے تھے کہ ان کی یہ گرفت جو تھی یہ پھر باقی زندگی میں میرے بہت کام آئی۔ کہتے ہیں خلافت کے ساتھ بھی ان کا بڑا تعلق تھا۔ ایک دفعہ ایک افتاء کمیٹی میں زکوٰۃ کے معاملے میں بات ہو رہی تھی۔ افتاء نے ایک رپورٹ تیار کی تھی۔ میرا خیال ہے گھوڑوں کے اوپر زکوٰۃ نہ ہونے کے اوپر شاید بحث ہو رہی تھی۔ اس کو مَیں نے ردّ کر دیا اور میں نے کہا اس کا دوبارہ جائزہ لیں۔ اجتہاد کی ضرورت ہے۔ کئی کمیٹیاں بنیں۔ ہر دفعہ علماء کی لمبی لمبی بحثیں ہوتی تھیں اور نتیجہ پہ نہیں پہنچتے تھے۔ آخر صدر صاحب نے ان کو اس کمیٹی کا صدر بنایا۔ وہاں بھی علماء بڑی تیاری کر کے آئے تھے کہ مَیں نے جو بات کی ہے اس کے اُلٹ کریں۔ تو انہوں نے کچھ دیر تو ان کی بات سنی۔ پھر مبشر ایاز صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے بڑے جلالی رنگ میں کہا کہ جب خلیفۂ وقت نے فیصلہ کر دیا تو پھر ہم یہ سوچ کیوں رہے ہیں کہ اس کے خلاف ہو سکتا ہے اور ساری دلیلوں کو ردّ کر دیا اور یہ نہیں دیکھا کہ کون بڑا عالم ہے اور کون کیا کہہ رہا ہے۔ کہتے ہیں تاریخ احمدیت اور جماعتی واقعات اور روایات کے تو گویا یہ انسائیکلو پیڈیا تھے اور کہتے ہیں کہ آجکل مَیں سوانح حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھ رہا ہوں کہیں مجھے دقّت پیش آتی تو ان کی طرف رجوع کرتا اور ان کا اس بارے میں بڑا مستند اور ثقہ اور ٹھوس علم تھا۔ اسی طرح قادیان کے مقامات کے بارے میں بڑا علم تھا اور اگر قادیان میں کوئی ان کو کہہ دیتا کہ ہمیں دکھائیں اور وہاں کے تاریخی مقامات کا تعارف کروائیں تو بڑی خوشی سے تعارف کروایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ تو یہ بیمار تھے۔ پاؤں میں موچ پڑی ہوئی تھی لیکن پھر بھی کسی کو احساس نہیں ہونے دیا اور لے کے پھرتے رہے۔ جب سیڑھیاں چڑھنے لگے تو تب مبشر ایاز صاحب کہتے ہیں ہمیں احساس ہوا بلکہ انہوں نے خود ہی بتایا کہ مجھے یہ تکلیف ہے۔ تب ہمیں شرمندگی ہوئی کہ کیوں ان کو تکلیف دی۔

اسی طرح اور بہت سارے معاملات ہیں۔ جب بھی جماعتی خدمت کے لئے کہیں بھیجا تو پھر انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ رستے میں تکالیف کیا ہیں۔ ایک دفعہ کسی جماعتی معاملہ میں دو فریقین میں لڑائی ہو گئی تھی۔ ان کی صلح کے لئے ان کو بھیجا گیا اور راستہ بڑا خراب تھا۔ کار آگے جا نہیں سکتی تھی۔ ٹریکٹر ٹرالی پر مرزا خورشید احمد صاحب بھی اور میاں غلام احمد صاحب بھی دونوں بیٹھے اور مربیان کو ساتھ بٹھایا اور چلے۔ راستے میں ایک ایسا راستہ آیا کہ ٹرالی کا وہاں سے گزرنا بھی خطرناک تھا۔ وہاں سے پھر اترے۔ پھر پیدل چلے اور آخر کار جب اس گاؤں، اس جگہ پر پہنچے تو مسجد میں بلا کر فیصلہ دیا۔ انہوں نے دعائیں بھی کیں اور لوگوں کو بھی احساس ہوا ہو گا کہ جب اتنی دُور سے اور مشکل سفر کر کے آئے ہیں تو سالوں کی جو لڑائی تھی اور ان کا معاملہ تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی قربانی اور ان کی دعاؤں کی وجہ سے حل ہو گیا۔

اور بہت سارے واقعات ہیں۔ کچھ ملتے جلتے، کچھ نئے۔ لیکن اب وقت نہیں ہے کہ بیان کئے جائیں۔ ہر ایک نے لکھا ہے کہ کارکنوں کے ساتھ بہت زیادہ محبت سے پیش آیا کرتے تھے۔ ان کی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کا خیال رکھنا۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ جب یہ نائب ناظر تعلیم تھے تو اگر خلیفہ وقت کی طرف سے بعض حالات کی وجہ سے کسی طالبعلم کے وظیفہ کی نامنظوری آ جاتی تو اس وقت یہ کہا کرتے تھے کہ وظیفہ کی منظوری یا دوسری خوشی کی کوئی خبر ہو تو خلیفۂ وقت کی طرف سے دیا کرو اور اگر ناراضگی اور نامنظوری ہے تو ہمیں اپنی طرف سے دینی چاہئے۔

ظفر احمد ظفر صاحب مربی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے بھی پاؤں میں فریکچر ہونے کا وہی واقعہ پھر سنایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہم بھی ساتھ تھے پاؤں سوج گیا لیکن انہوں نے پرواہ نہیں کی۔ سلیم صاحب بھی یہ لکھتے ہیں کہ جب آپ حضرت خلیفۃ ثالث کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے تو جب زیادہ ڈاک اکٹھی ہو جاتی تھی تو سارے سٹاف کو کہا کرتے تھے کہ اپنی اپنی ساری ڈاک ایک جگہ اکٹھی کر دو اور پھر سب تقسیم کر وا ور تقسیم میں خود اپنے ذمہ بھی لیتے تھے اور کہتے ہیں ہم کلرکوں سے زیادہ ڈاک یہ خود پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر اپنے ذمہ لیا کرتے تھے اور جواب دے کے ہمارے سے پہلے کام بھی ختم کر لیا کرتے تھے۔ خط لکھنے میں ڈرافٹنگ میں بھی ان کو بڑا اچھا ملکہ تھا اور تحریر بھی ان کی بڑی شُستہ تھی۔ بڑی پختہ تحریر تھی اور ڈرافٹنگ جیسا کہ مَیں نے کہا بہت اچھی تھی۔ وکالت مال ثانی کے ایک کارکن لکھتے ہیں کہ تحریک جدید کی ہم تاریخ لکھ رہے تھے ’مالی قربانی ایک تعارف‘ اس پہ ہم لکھ رہے تھے۔ کئی غلطیاں نکلیں اور آخر فائنل ڈرافٹنگ کر کے جو وکیل المال تھے انہوں نے کہا کہ یہ فائنل میاں احمد کو دے آؤ تا کہ وہ پڑھ لیں اور دیکھ لیں کوئی نقص تو نہیں رہ گیا۔ کہتے ہیں تو میں نے کہا چلو ٹھیک ہے میاں احمد کو دے دیتے ہیں۔ 150 سے 200 صفحے ہیں۔ اتنا کام تھا کہ چار پانچ دن تو ہمیں سکون ملے گا۔ لیکن کہتے ہیں صبح مَیں دفتر آیا تو وہ لفافہ پڑا ہوا تھا اور اس پہ درستیاں بھی کی ہوئی تھیں اور نشان بھی لگائے ہوئے تھے اور راتوں رات وہ ساری پڑھ کے انہوں نے صبح اس تک پہنچا دی۔ یہ تھی ان کی کام کی efficiency جو ہر کارکن کے لئے ایک نمونہ ہے۔

صدر مجلس کارپرداز تھے۔ وہاں بھی بڑی گہرائی سے جائزہ لیا کرتے تھے۔ پھر جب یہ ناظر اصلاح وارشاد مقامی تھے تو سمیع اللہ زاہد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے مجھے کہا کہ جتنے مربیان کی فیملیز یہاں رہتی ہیں ان کی فہرست بناؤ۔ چنانچہ جب میں نے ان کو فہرست دی تو اپنی اہلیہ کے ساتھ ہر فیملی کے گھر میں گئے اور ان کو کہا کہ تمہارے خاوند میدان عمل میں ہیں اس لئے تمہاری کوئی پریشانی ہو، کوئی ضرورت ہو تو اُن کو پریشان نہیں کرنا۔ تم مجھے آ کے بتایا کرو۔

فرید الرحمن صاحب یہاں تعمیل و تنفیذ کے وکالت کے کارکن ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ چوہدری محمد علی صاحب کی کتاب کی کمپوزنگ مَیں نے کی اور فائنل مسودہ دکھانے کے لئے چوہدری صاحب نے مجھے ان کے پاس بھیج دیا۔ میں نے ان کو دیا اور تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ کوئی مسئلہ ہے۔ میں نے بڑے ڈرتے ڈرتے کہا میری والدہ کا آپریشن ہے۔ کہتے ہیں مَیں نے اتنی بات ہی کی تھی تو انہوں نے کہا کہ کتنی رقم چاہئے؟ اور اپنی دراز سے خزانے کی چیک بُک نکالی اور میز پر رکھی۔ تو مَیں نے کہا سات ہزار روپیہ چاہئے۔ ضرورت ہے مجھے دے دیں اور جب میرا بِل آئے گا تو اس میں سے کاٹ لیں۔ لیکن انہوں نے اپنے ذاتی اکاؤنٹ میں سے مجھے چیک دیا اور فرمایا کہ دعا بھی کروں گا۔ تمہارا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ بِل آئے، کاٹوں یا نہ کاٹوں۔ تم یہ پیسے لے جاؤ اور اگر اَور بھی ضرورت ہو تو میرے پاس آ جانا اور ڈرنا نہ۔ اسی طرح حافظ صاحب نے بھی لکھا ہے کہ خلافت سے ان کا ایک خاص تعلق تھا جو ہر موقع پر ظاہر ہوتا تھا۔ اور جب ان کو ناظر اعلیٰ بنایا گیا ہے تو انجمن کے اجلاس میں ناظران کے سامنے مجلس میں انہوں نے جو پہلی بات کی وہ یہ تھی کہ مجھے تعاون کے لئے کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ تو آپ سب خدّام سلسلہ بہرحال کریں گے کیونکہ خلیفۃ المسیح نے مجھے مقرر کیا ہے۔ لیکن مجھے آپ کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے کیونکہ بعض وجودوں کے قدموں میں جگہ پانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح جب نظارت دیوان سے یہ بدلے گئے اور ناظر اعلیٰ بنائے گئے تو ان کے ایک کارکن لکھتے ہیں کہ دفتر جانے سے پہلے ہمیں خود دفتر ملنے کے لئے آئے اور پھر کہا کہ آپ سے رخصت لینے آیا ہوں۔ یہ الفاظ سن کر ہمارا دل بہت بھر آیا تو ہم نے کہا کہ میاں صاحب! آپ یہیں رہ جائیں یا ہمیں بھی ساتھ لے جائیں۔ جس پر انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ مَیں کیسے ساتھ لے جا سکتا ہوں۔ مَیں تو خود خلیفۃ المسیح کے حکم پر جا رہا ہوں۔ اور پھر یہاں سے

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

Morden Motor (UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF

چند دنوں بعد ہی اپنے رب کے حکم سے اُس کے پاس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ یہ اس جگہ چلے گئے جہاں ہر ایک نے اپنی باری پر جانا ہے۔ لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو خدا کی رضا کے لئے اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر قائم رہنے کی اور وہ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جس طرح انہوں نے وفا کے ساتھ اپنے وقف کو نبھایا اور اپنے سپرد خدمات کو نبھایا اللہ تعالیٰ باقیوں کو بھی نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام واقفین زندگی اور عہدیداران کو بھی چاہئے کہ اسی طرح کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو آئندہ بھی نیک، صالح، فدائیت اور وفا کے ساتھ خدمت کرنے والے کارکنان مہیا کرتا رہے۔

دوسرا جنازہ جو آج مَیں نے پڑھانا ہے وہ مکرمہ دیپا نو فرخ ھود صاحبہ کا ہے۔ 26 رجنوری کو 47 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی وفات ہائی بلڈ پریشر اور انتڑیوں میں انفیکشن کی وجہ سے ہوئی۔ آپریشن ہوا لیکن ایک ہفتہ کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے کافی لمبی بیماری دیکھی ہے کیونکہ 15 سال کی عمر میں ان کے دونوں گُردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود جب سے وہ احمدی ہوئی ہیں نماز وقت پر ادا کرتی تھیں اور تہجد کا بھی خیال رکھتی تھیں اور قرآن کریم کی تلاوت بھی کیا کرتی تھیں حالانکہ یہ عیسائیت سے احمدی ہوئی تھیں۔ 2004ء میں انہوں نے اسلام قبول کیا اور اس کے بعد سے نمازوں میں، تلاوت میں اور تہجد میں باقاعدگی رکھی۔ انہوں نے احمدیت سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ بعد میں پھر احمدی مسلمان بنیں۔ انہیں اس بات کا احساس تھا کہ مسلمانوں کی حالت میں اس وقت کوئی خرابی ہے۔ چنانچہ انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخرت کے بارے میں پیشگوئیوں کی بناء پر حقیقت کو تلاش کرنا شروع کیا اور اس وجہ سے پھر احمدیت میں شامل ہوئیں۔ یہ کہتی ہیں میں اپنے آپ کو آہستہ آہستہ موت کی طرف جاتا محسوس کر رہی تھی یہاں تک کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو یہ تقریباً موت کی آغوش میں تھیں۔ ان کے ڈاکٹر جو غیر مسلم تھے وہ کہتے تھے کہ جب سے یہ اللہ سے ملی ہے ان کا دل نئی سانسیں لے رہا ہے۔ اسلام احمدیت قبول کرنے سے پہلے انہیں ہیپاٹائٹس سی (Hepatitis C) بھی ہو گئی تھی مگر بیعت کرنے کے بعد انہیں اللہ تعالیٰ نے معجزانہ شفا عطا فرمائی۔ اپنی اس معجزانہ شفا کا یہ اپنی فیملی کے لوگوں سے اکثر ذکر کیا کرتی تھیں۔ دو دفعہ یہ مجھے مل چکی ہیں اور ہمیشہ بڑے اخلاص اور وفا کا اظہار کیا۔ امیر صاحب کہتے ہیں مَیں ان سے چند دن پہلے ملنے گیا تو کھانا تیار کیا ہوا تھا۔ جب میں نے ان سے کہا کہ اس تکلّف کی کیا ضرورت تھی۔ تو انہوں نے کہا آپ پہلی بار میرے گھر آئے ہیں اور خلیفۂ وقت کے نمائندے کی حیثیت سے آئے ہیں۔ ہر وقت ان کے گھر میں ایم ٹی اے لگا رہتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی جو خواہشات تھیں کہ ان کی فیملی بھی احمدی مسلمان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان خواہشات اور دعا کو قبول فرمائے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 27 رجنوری 2018ء بروز ہفتہ ساڑھے 10 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرمہ سعیدہ نسیم صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا محمد انور صاحب مرحوم۔ آف مجم) کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرمہ سعیدہ نسیم صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا محمد انور صاحب مرحوم۔ آف مجم) 23 جنوری 2018ء کو اچانک ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے 88 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں محمد اشرف صاحبؓ کی بہو تھیں۔ آپ کا بچپن قادیان میں گزرا۔ جماعت کے ساتھ ہمیشہ گہرا تعلق رکھا۔ جماعتی خدمت بہت شوق سے کرتی تھیں۔ خلافت کے ساتھ بھی بہت محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ صوم وصلوۃ کی پابند، مہمان نواز، خوش اخلاق، ملنسار اور اعلیٰ اخلاق کی مالک بہت نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ بچوں کی اچھی تربیت کی۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کی تایا زاد بہن تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرم شیخ بشارت احمد صاحب علیانہ (دار الصدر غربی حلقہ قمر۔ ربوہ) 21 راگست 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے پہلے رسالہ الفرقان اور پھر انصار اللہ مرکزیہ کے دفتر میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کی لکھائی بہت اچھی تھی۔ اس لئے صدر صاحب مجلس انصار اللہ کی طرف سے بھجوائی جانے والی چٹھیاں آپ سے تحریر کروائی جاتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت نیک، متقی اور ہمدرد انسان تھے۔ اپنا چندہ باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

2۔ مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید عبد الجلیل شاہ صاحب (سیٹلائٹ ٹاؤن میرپور خاص۔ سندھ) 23 دسمبر 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، بہت مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ لگاؤ رکھتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

3۔ مکرمہ آصفہ ناصر صاحبہ اہلیہ پروفیسر ناصر احمد صاحب مرحوم (پشاور) 20 دسمبر 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت اخوند محمد اکبر خان صاحب آف ڈیرہ غازی خان کی بیٹی اور حضرت خان بہادر غلام محمد خان صاحب گلگتی کی نواسی تھیں۔ آپ نے صدر لجنہ چترال اور سیکرٹری تربیت پشاور کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، غریبوں کی ہمدرد، منکسر المزاج، مہمان نواز، سلیقہ شعار اور خوش اخلاق خاتون تھیں۔ کئی بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی۔ بچوں کی بہت عمدہ رنگ میں تربیت کی۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین سے والہانہ تعلق تھا۔ چندوں کی بروقت ادائیگی کیا کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا بڑے شوق سے مطالعہ کرتیں۔ ایم ٹی اے پر حضور انور کا خطبہ اور دیگر پروگرام بڑی باقاعدگی سے سنا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

4۔ مکرم محمد نواز صاحب (آف شور کوٹ) 9 دسمبر 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والدین نے 1903ء میں احمدیت قبول کی۔ 1942ء میں برطانوی فوج میں بھرتی ہوئے اور دوسری جنگ عظیم کے بعد 1946ء میں ریٹائر ہو گئے۔ قیام پاکستان کے بعد فرقان بٹالین میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چھ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے واقف زندگی ہیں جن میں سے ایک مکرم رانا فاروق احمد صاحب مربی نظارت اصلاح وارشاد (دعوت الی اللہ) اور دوسرے حافظ محمود احمد طاہر صاحب استاد جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

5۔ مکرم رانا عبد الستار خان صاحب (ٹاؤن شپ۔ لاہور) 19 دسمبر 2017ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، غریب پرور، ملنسار خلافت سے دلی محبت رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ اپنی ساری اولاد کی بہت اچھی تربیت کی۔ فروری 1994ء میں آپ کے سب سے بڑے بیٹے مکرم رانا ریاض احمد صاحب کو شہید کر دیا گیا تھا۔ بیٹے کی شہادت کے پانچ ماہ بعد ان کی اہلیہ بھی بعارضہ کینسر وفات پا گئیں۔ آپ نے اپنے جوان بیٹے اور بہو کی وفات پر بہت صبر کا مظاہرہ کیا اور ان کی اولاد کی پرورش کی اور سب بچوں کی شادیوں کا انتظام کیا۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور بڑے نڈر داعی الی اللہ تھے۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ کے لٹریچر کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ آپ کو بہت سے حوالے زبانی یاد تھے۔ آپ کا گھر لمبا عرصہ نماز سنٹر کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم رانا ارسال احمد صاحب (استاد جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ) کے والد اور مکرم خالد احمد صاحب (انچارج مرکزی رشین ڈیسک) کے ماموں تھے۔

6۔ مکرم سید عثمان عزیز شاہ صاحب (آسٹریلیا) 28 راکتوبر 2017ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بہت مخلص اور باوفا نوجوان تھے۔ جماعتی چندہ جات بڑی باقاعدگی سے ادا کرتے۔ وفات سے قبل مسرور گیسٹ ہاؤس آسٹریلیا کے لئے بڑی رقم پیش کرنے کی توفیق پائی۔

7۔ مکرمہ مریم Adomako صاحبہ (غانا) 20 دسمبر 2017ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے عیسائیت سے اسلام قبول کیا اور آخر وقت تک بڑے اخلاص کے ساتھ جماعت کے ساتھ وابستہ رہیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم حکیم مینسہ صاحب (جنرل سیکرٹری پین افریقن احمدیہ ایسوسی ایشن یوکے) کی والدہ تھیں۔

8۔ مکرمہ مقصودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عطاء اللہ وڑائچ صاحب (اسیر راہ مولیٰ۔ چک نمبر 11 ضلع بہاولنگر) 7 رنومبر 2017ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نہایت دعا گو، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ بڑی پابندی کے ساتھ صدقہ وخیرات کیا کرتی تھیں۔ وفات سے چند روز قبل بیٹے کو کچھ رقم دے کر کہا کہ فلاں فلاں چندہ ادا کرنا ہے اور اپنے زیورات کے بارہ میں بھی ہدایت کی کہ یہ مرکز کو بھجوانے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم شہزاد احمد صاحب وڑائچ مربی سلسلہ (استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا) کی دادی تھیں۔

9۔ مکرم عبد العظیم مہار جٹ صاحب (سیکیورٹی گارڈ جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ) 11 جنوری 2018ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو جماعتی خدمت کا بہت شوق تھا۔ اسی وجہ سے سندھ سے ربوہ آنے کے بعد مختلف دفاتر میں بطور سیکیورٹی گارڈ خدمت بجالاتے رہے۔ کام سے فارغ ہونے کے بعد محلہ کی مسجد میں بھی ڈیوٹی دیتے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، بہت ہمدرد، مخلص اور فدائی انسان تھے۔ نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ والہانہ محبت کا تعلق تھا۔ آپ کو نظموں کے کئی اشعار یاد تھے جنہیں برموقعہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ کو کچھ عرصہ کنڑی سندھ میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کی بھی سعادت ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم جمیل احمد صاحب تبسم مبلغ سلسلہ رشیا کے والد تھے۔

10۔ مکرم مرزا محمد صدیق صاحب (والسال۔ یُوکے) 29 دسمبر 2017ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1962ء میں یُوکے آئے اور جماعت کے پہلے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ آپ برمنگھم جماعت کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ مسجد دار البرکات کے لئے سیکرٹری فنانس مقرر ہوئے اور بہت محنت کے ساتھ لوگوں سے انفرادی رابطے کئے اور فنڈ اکٹھے کئے۔ بہت نرم گفتار، ہمدرد اور ہر کسی کا خیال رکھنے والے بزرگ انسان تھے۔ لمبا عرصہ مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت کے ساتھ والہانہ لگاؤ تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیتے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر اظہر صدیق صاحب صدر جماعت والسال کے والد تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

تین عظیم الشان موعود

تحریر: مکرم ملک سیف الرحمان صاحب (مرحوم)

''ایک گھر کا مالک تھا جس نے انگورستان لگایا اور اُس کی چاروں طرف روندھا اور اس کے بیچ میں حوض کھود کے کولھوگاڑا اور برج بنایا اور باغبانوں کو سونپ کے آپ پردیس گیا اور جب میوہ کا موسم قریب آیا تو اُس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں پاس بھیجا کہ اس کا پھل لاویں پر باغبانوں نے اُس کے نوکروں کو پکڑ کے ایک کو پیٹا اور ایک کو مار ڈالا اور ایک کو پتھراؤ کیا۔ پھر اُس نے اور نوکروں کو جو پہلوں سے بڑھ کر تھے بھیجا۔ انہوں نے ان کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا۔ آخر اُس نے اپنے بیٹے کو اُن کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وَے میرے بیٹے سے دبیں گے۔ لیکن جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا، آپس میں کہنے لگے وارث یہی ہے آؤ اِسے مار ڈالیں کہ اس کی میراث ہماری ہوجائے اور اُسے پکڑ کے اور انگورستان سے باہر لے جا کر قتل کیا۔ جب انگورستان کا مالک آوے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ وے اسے بولے ان بدوں کو بُری طرح مار ڈالے گا اور انگورستان کو اور باغبانوں کو سونپے گا جو اسے موسم پر میوہ پہنچاویں''۔

(متی باب 21 آیت 33 تا 41)

جب سے دنیا میں تمدن اور مل جل کر رہنے کا آغاز ہوا ہے اُس وقت سے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت چلی آرہی ہے کہ زمین میں جب ظلم و جور کا دور دورہ ہوتا ہے اور فساد غالب آجاتا ہے، توازنِ زندگی بگڑ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ انسانیت کو بچانے اور عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے اپنی طرف سے ہادی اور مرسل بھیجتا ہے حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم تک ارسالِ رُسُل کے اس سلسلہ کو دنیا کا اکثر حصہ تسلیم کرتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ جس گناہ اور فساد کی روک تھام کے لئے یہ سلسلہ جاری ہوا کیا وہ گناہ اور فساد اب ختم ہوگئے ہیں؟ قریباً تمام آسمانی کتب اس قسم کے گناہوں کی تفاصیل سے بھری پڑی ہیں جن کی وجہ سے بعثت انبیاء و مصلحین ہوئی اور اب بھی گناہوں اور فسادوں کے ایسے دور آتے رہتے ہیں اور سینکڑوں ایسی انسانیت سوز خرابیاں گھراؤ کئے ہوئے ہیں جن سے معاشرہ کا امن و امان تباہ ہوجاتا ہے اور دنیا الامان الحفیظ پکار اٹھتی ہے یہی حالات ہوتے ہیں جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور اور مرسل آتے ہیں جو تزکیہٴ نفس اور کتاب وحکمت کے ذریعہ بھٹکی ہوئی روحوں کو سیدھی اور کامیاب زندگی کی راہ دکھانے کا عملی فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

ان مُرسَلین اور مصلحین میں سے بعض ''خاص اور معیّن وجودوں'' کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے خوشخبری دینے کی سنّت الٰہی بھی تمام آسمانی مذاہب میں مسلّم چلی آتی ہے۔ یعنی آسمان سے یہ خبر دی جاتی ہے کہ فلاں وقت اور ان علامتوں کے ساتھ ایک عظیم مصلح آئے گا جو دنیا کی ہدایت کا فریضہ سرانجام دے گا۔ اس الٰہی سنت کے بالمقابل گمراہ اور مریض دنیا کا طرزِ عمل ہمیشہ یہ رہا کہ جب بھی کوئی ایسا عظیم موعود ہادی اپنے صدق کی علامات کے ساتھ آیا دنیا کے ایسے عناصر نے اُس کا انکار کیا اور اپنے شدید ردّ عمل کا اظہار کیا اور اُس کے ساتھ تکبر اور استہزاء، استعلاء اور افتراء کا معاملہ کیا۔

ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ کسی پیشگوئی میں تمثیل اور استعارہٴ غیب اور خفا کی جو آمیزش ہوتی ہے اُسے یہ لوگ سمجھ نہیں سکتے اور اُس پیشگوئی کو ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور اُس کے غلط معنے سمجھتے ہیں اور پھر اس غلط روش پر اصرار کی وجہ سے قبول حق سے محروم ہوجاتے ہیں۔

دنیا کا قدیم ترین مذہب ہندومت ہے۔ اس مذہب کے ہادی حضرت کرشن مہاراج (کَانَ فِی الْھِنْدِ نَبِیٌّ اَسْوَدَ اللَّوْنِ اِسْمُہٗ کَاھِنٌ۔ ملفوظات جلد 10 صفحہ 143 مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ۔ تاریخ ہمدان دیلمی، باب الکاف (نوٹ) اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ حیدر آباد دکن کے کتب خانہ میں موجود ہے۔) کی طرف سے یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ... جب جب کُل جگ کا دَور ہوگا اور دنیا میں انتہائی پستی اور گراوٹ پیدا ہوگی تب تب وہ اس پاپ کو دور کرنے کے لئے پھر سے جنم لیں گے اور اس دنیا میں واپس آئیں گے۔ (گیتا ادھیائے نمبر 4 شلوک نمبر 8،7) لیکن باوجود اس واضح پیشگوئی کے ہندو آج تک کسی عظیم ہادی کو کرشن کا اوتار نہ مان سکے کیونکہ ''اوتار'' کا جو تصور ہندوؤں نے اپنے ہاں اپنایا اُن کے اس تصور کے مطابق کوئی ظہور کرشن کے معیار کا انہیں نظر نہ آیا اور اسی وجہ سے وہ کرشن مہاراج کے بعد ہر آنے والے عظیم مصلح کو ماننے کی سعادت سے محروم ہوگئے۔ یہی حال دنیا کے دوسرے قدیم مذاہب مثلاً مجوسیت اور بدھ مت وغیرہ کے ماننے والوں کا ہے۔ اُن کے ہاں بھی مصلحین کے آنے کی پیشگوئیاں ہیں لیکن ان پیشگوئیوں کے بارہ میں جو تصور ان کا قائم ہوا اُس کے عین مطابق وہ کسی عظیم ہادی کو نہ پا کر اُس کے صدق کے منکر ہوگئے۔

یہودیت، عیسائیت اور اسلام تاریخی اور روایتی لحاظ سے زیادہ محفوظ مذاہب ہیں اور ان میں اس قسم کی پیشگوئیاں بکثرت ہیں جن میں کسی عظیم موعود اور مصلح کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور ان کی تفصیلات کا معلوم کرنا نسبتاً زیادہ آسان بھی ہے اس لئے ان پیشگوئیوں کی حقیقت جاننے کے لئے کوئی مشکل پیش نہیں آنی چاہیئے لیکن ضد اور ہٹ دھرمی اب بھی پیچھا نہیں چھوڑتی۔

بائبل میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''میں تجھے برکت پر برکت دوں گا اور تیری نسل کو بڑھاتے بڑھاتے آسمان کے تاروں اور سمندر کے کناروں کی ریت کی مانند کردوں گا اور تیری اولاد اپنے دشمنوں کے پھاٹک کی مالک ہوگی اور تیری نسل کے وسیلہ سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی کیونکہ تو نے میری بات مانی''۔ (پیدائش باب 22 آیت 17، 18)

اس پیشگوئی کی تفصیل کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ کا تعلق حضرت ابراہیمؑ کے چھوٹے بیٹے حضرت اسحٰقؑ کے ساتھ ہے جس کے صدق، جس کی عظمت اور برکت کے یہودی اور عیسائی اب بھی قائل ہیں اور اس کے ساتھ بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔

اس پیشگوئی کے دوسرے حصہ کا تعلق حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیل کے ساتھ ہے جس کی وضاحت بائبل نے اس طرح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''اسماعیل کے حق میں بھی مَیں نے تیری سنی۔ دیکھ میں اُسے برکت دوں گا اور اُسے برومند کروں گا اور اُسے بہت بڑھاؤں گا... اور میں اُسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔''

(پیدائش باب 17 آیت 20)

تاہم یہودی اور عیسائی پیشگوئی کے اس حصہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور باوجود اس کے واضح ہونے کے محض تعصب اور ضد، سوتیلا پن اور کینہ پروری کی وجہ سے نہ وہ حضرت اسماعیلؑ کی عظمت کے قائل ہیں اور نہ ان کی نسل کی کوئی قدر کرتے ہیں بلکہ طرح طرح کی تاویلیں کر کے حضرت اسماعیلؑ اور ان کی اولاد کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں۔

یہ تو تکبر استعلاء اور انکار کی ایک مثال ہے ورنہ تفصیل میں جائیں تو سینکڑوں ایسی مثالیں مل جائیں گی جن میں حق کے طالبوں کے لئے بڑی عبرت کے سامان ہیں تاہم... اس وقت تین ''**خاص عظیم مصلحین اور ہادیوں**'' کا کسی قدر تفصیلی ذکر ہمارے مدّنظر ہے۔

....

پہلے عظیم موعود حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ

ان میں سے **پہلے عظیم موعود ''حضرت عیسیٰ بن مریم''** ہیں جن کی آمد کے بارہ میں بائبل کی واضح پیشگوئیاں موجود ہیں۔ مثلاً لکھا ہے۔

''اے بنت صیُّون تو نہایت شادمان ہو، اے دختر یروشلیم خوب للکار کیونکہ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ صادق ہے اور نجات اُس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ حلیم ہے وہ گدھے پر بلکہ جوان گدھے پر سوار ہے۔ وہ قوموں کو صلح کا مژدہ دے گا اور اُس کی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات سے انتہائے زمین تک ہوگی''

(زکریاہ باب 9 آیت 9، 10۔ متی باب 21 آیت 5)

پھر لکھا ہے۔

''اُس روز گناہ اور ناپاکی دھونے کو داوٗد کے گھرانے اور یروشلیم کے باشندوں کے لئے ایک سوتا پھوٹا نکلے گا''۔ (زکریاہ باب 13 آیت 1)

ایک اور جگہ لکھا ہے

''اُس کی قبر شریروں کے درمیان ٹھرائی گئی اور وہ اپنی موت میں دولت مندوں کے ساتھ ہوا''

(یسعیاہ باب 53 آیت 9)

علاوہ ازیں بائبل کے بیان کے مطابق اس عظیم وجود کے لئے ایک اور بڑا نشان مقرر ہوا اور وہ یہ کہ اُس موعود کے آنے سے پیشتر ایلیا نبی نازل ہوگا جو رتھ سمیت آسمان پر چلا گیا تھا۔

(2۔ سلاطین باب 2 آیت 11 ''ایلیاہ بگولے میں ہو کر آسمان پر جاتا رہا'')

وہ آکر اس موعود کے لئے راہ ہموار کرے گا چنانچہ لکھا ہے۔

''دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے کے پیشتر میں ایلیا (الیاس) نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا اور وہ باپ کا دل بیٹے کی طرف اور بیٹے کا باپ کی طرف مائل کرے گا مبادا میں آؤں اور زمین کو ملعون کروں''۔ (ملاکی باب 4 آیت 5)

ان واضح پیشگوئیوں کے ہوتے ہوئے بھی جب وہ موعود آیا اکثر یہودیوں نے اُسے پہچاننے سے انکار کردیا کیونکہ انسانی طبیعت ہمیشہ عجوبہ پسند رہی ہے۔ سادہ سی بات کو بھی افسانہ کا رنگ دے دیا جاتا ہے۔

سو اسی کے مطابق آنے والے مسیح کے بارہ میں بھی یہودیوں نے عجیب وغریب تصورات اپنا رکھے تھے مثلاً وہ سمجھنے لگے تھے کہ مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا نبی خود آسمان سے نازل ہوگا اور مسیح کی تصدیق کرے گا۔ اسی طرح مسیحؑ کی زبردست روحانی قوت کے مقابلہ میں دشمن آناً فاناً تباہ اور برباد ہوجائے گا اور یہودیوں کو بیٹھے بٹھائے بادشاہی مل جائے گی اور مسیح ان کا بادشاہ بن کر ساری دنیا پر حکومت کرے گا اور آن کی آن میں اُن کی بگڑی بنادے گا۔ خود یہودیوں کو نہ کوئی قربانی دینی پڑے گی اور نہ کسی قسم کی جدوجہد کی ان کو ضرورت ہوگی اور بلا کسی محنت کے دنیا بھر کی نعمتیں ان کی جھولی میں آگریں گی لیکن جب مسیح ان کے ان غلط تصورات کے برعکس آیا اور اُس نے اپنے آپ کو اسرائیل کے لئے بطور نجات دہندہ پیش کیا تو یہودی مسیح کے اس دعویٰ کو سن کر سخت متعجب ہوئے اور بپھر کر شدید مخالفت پر اُتر آئے اور مسیح کو استہزاء کا نشانہ بنایا۔ کانٹوں کا تاج بنا کر ان کو پہنایا۔ ٹھٹھا کیا اور تمسخر کے رنگ میں ان کے پیچھے پیچھے جا کر نعرے لگانے لگے کہ لوگو! دیکھو یہ ہمارا بادشاہ آیا ہے۔ خود بیکس اور لاچار لیکن دعویٰ یہ کہ وہ ہمارے لئے طاقت کا سرچشمہ ہے۔ پاس نہ طاقت ہے اور نہ دولت اور آیا ہمیں حکومت دلانے اور دولتمند بنانے ہے اور نجات کا مژدہ سنا رہا ہے۔ یہودیوں نے یہ اعتراض بھی کیا کہ اُس عظیم موعود سے پہلے ایلیا نبی نے آنا تھا وہ کہاں ہے؟

حضرت مسیح نے یہودیوں کے اِن اعتراضات کے جواب میں فرمایا۔ اے ناسمجھو! اگر تم میری مانو اور اطاعت کرو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اُسے سنو تو اللہ تعالیٰ وہ تمہیں وہ ساری برکتیں دے گا جن کی تم آنے والے مسیح سے توقع رکھتے ہو اور جو قربانیاں ضروری ہیں انہیں میرے کہنے کے مطابق پیش کرو تو غیر معمولی حالات میں تمہیں دشمن پر وہ غلبہ بھی حاصل ہوگا جس کی مثال تم نے گزشتہ قوموں میں نہیں دیکھی ہوگی۔

رہا ایلیا نبی کا پہلے آنا اور آسمان سے نازل ہونا تو وہ ایک تمثیل ہے کیونکہ خود ایلیا نبی نے اپنے سابقہ وجود کے ساتھ آسمان سے نہیں اترنا وہ تو فوت ہوچکا ہے اس لئے اس کا آسمان سے نازل ہونا بطور تمثیل کے ہے جو یحییٰ بپتسمہ دینے والے کے روپ میں آگیا ہے۔ چنانچہ مسیحؑ نے یہودیوں سے کہا۔

''مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی نہیں ------ چاہو تو مانو، ایلیاہ جو آنے والا تھا وہ یہی ہے۔ جس کے سننے کے کان ہوں وہ سن لے''۔

(متی باب 11 آیت 11 تا 15)

پھر لکھا ہے

''میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آچکا اور انہوں نے اس کو نہیں پہچانا بلکہ جو چاہا اُس کے ساتھ کیا'' (متی باب 17 آیت 12)

مقام غور ہے کہ آخر صحیح اور سچ کیا نکلا وہ جو یہودی کہتے تھے یا وہ جو مسیحؑ نے کہا کیونکہ جو آنے والا تھا وہ تو عین وقت پر آیا۔ نشانوں کے ساتھ آیا لیکن یہودیوں نے اپنی نفسانی خواہشات اور ذاتی خود ساختہ تصورات کے مطابق نہ پا کر اُسے رد کر دیا اور اُس کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہوگئے۔ آنے والا آگیا اور سعادتمندوں اور سمجھداروں نے اُسے قبول بھی کرلیا اور برکتوں پر برکتیں

پائیں (ان برکتوں اور ناشکری کی صورت میں اس پر سزا کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ المآئدۃ کی آیت نمبر 112 تا نمبر 116 میں ہے۔)

لیکن یہودیوں کے ایک حصہ نے نہ مانا اور اپنے مزعومہ موعود کا انتظار کرتے رہے اور اب تک انتظار کر رہے ہیں اور بِحَبۡلٍ مِّنَ النَّاس کے سہارے زندہ ہیں۔

....

دوسرے عظیم الشان موعود۔ موعودِ اقوامِ عالَم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرے عظیم الشان موعود بلکہ موعود اقوام عالم سیّد ولدِ آدم حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے آنے کی پیشگوئی دنیا کے تمام آسمانی مذاہب میں موجود ہے۔ تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں صرف بائبل کی بعض پیشگوئیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

☆... بنی اسرائیل کے شارع نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”میں اُن کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا تم اس کی سننا... جو کوئی میری اُن باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اُن کا حساب اُس سے لوں گا“۔ (استثنا باب 18 آیت 18، 19)

☆... پھر لکھا ہے مرد خدا موسیٰ نے جو دعائے خیر اپنی وفات کے وقت سے پہلے بنی اسرائیل کو بطور برکت دی وہ یہ ہے۔

”خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اُس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی“۔ (استثنا باب 33 آیت 2)

☆... **حضرت سلیمان** ”اس محبوب عالمؐ“ کی یوں خبر دیتے ہیں:

”میرا محبوب سرخ و سفید ہے۔ دس ہزار آدمیوں کے درمیان جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے۔... ہاں وہ محمدیم ہے۔ (حضرت سلیمان نے اس پیشگوئی میں ”محمدیم“ کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن اردو مترجمین نے اس کا ترجمہ ”عشق انگیز“ کیا ہے حالانکہ یہ نام ہے اور نام کا ترجمہ کرنا غلط ہے۔)

اے یروشلم کی بیٹیو! یہ میرا پیارا ہے۔ یہ میرا جانی ہے“ (غزل الغزلات باب 5 آیت 10 تا 16)

حضرت داؤدؑ آپ کے حق میں اس طرح پیشگوئی بیان کرتے ہیں۔

”وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہوگیا۔ یہ خداوند سے ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے“۔ (زبور 118 آیت 22، 23)

☆... بسلسلہ موسویہ کے آخری نبی اور عظیم موعود **حضرت مسیح علیہ السلام** آپؐ کی آمد کی یوں خبر دیتے ہیں:

”یشوع نے انہیں کہا، کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راج گیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک اور قوم کو جو اُس کے میوے لاوے دی جائے گی“ (متی باب 22 آیت 42، 43۔ اس پیشگوئی کا شروع کا حصہ آغاز مضمون دیکھیں۔)

☆... **پھر ایک موقع پر مسیحؑ** نے کہا:

”مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ ”مددگار“ (تسلّی دینے والا) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن میں جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارہ میں قصوروار ٹھہرائے گا“

اسی تسلسل میں آپ مزید فرماتے ہیں۔

”مجھے تم سے اَور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ ”روحِ حق“ آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا“

(یوحنا باب 16 آیت 7 تا 14۔ یوحنا کی اس پیشگوئی کے ترجمہ میں لفظ ”مددگار“ ”روح حق“ قابل غور ہیں۔ سوال یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ نے اصل لفظ کیا بولا تھا جس کا ترجمہ ”مددگار“ یا ”روح حق“ وغیرہ کیا گیا ہے۔ اگر صحیح اور اصل لفظ کا پتہ لگ سکے تو حقیقت کھل کر سامنے آسکتی ہے۔ یونانی انجیل یوحنا میں یہ لفظ ”پاراکلیٹوس“ (PARAKLETOS یا PARACLETUS) ہے جو انگریزی میں ”پاراکلیٹ“ (PARACLETE) بن گیا جس کا عربی تلفظ ”فارقلیط“ مروج ہوا۔ لیکن یہ یونانی لفظ ”PERICLYTOS“ ہے (پیریقلیطس یا برَقلیطس) بھی ہوسکتا ہے جس کے معنے ”تعریف کیا گیا“ کے ہیں۔ اس طرح یہ گویا لفظ ”محمد“ کے ہم معنے ہے۔ بہرحال مسیح کا اصل لفظ سریانی زبان میں کیا تھا یہ سوال ابھی تشنۂ جواب ہے۔ سیرۃ ابن ھشام میں سریانی لفظ ”مُنحَمَنَّا“ کوٹ (quote) کیا گیا ہے جو **محمد** کے ہم معنے ہے۔ (سیرۃ ابن ھشام صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) — بائبل کی ان پیشگوئیوں کی تشریح اور مزید پیشگوئیوں کی تفصیل کے لئے دیکھیں تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 370 زیر آیت مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ ۔ (البقرۃ:42)

حضرت مسیح علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الصّف میں اس طرح ہے۔

وَ اِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۔ (الصف:7)

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے اپنی قوم سے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ تورات میں جو باتیں میرے آنے سے پہلے بیان ہوچکی ہیں ان کو میں پورا کرنے والا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام ”**احمد**“ (★) ہوگا۔ پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آ گیا تو وہ (بنی اسرائیل) کہنے لگے۔ یہ تو کھلا کھلا جادو اور فریب ہے۔

(★) (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں ایک ”محمدؐ“ اور دوسرا ”احمدؐ“۔ اگرچہ آپ کا نام ”محمدؐ“ زیادہ مشہور ہے اور کلمہ میں بھی یہی نام استعمال ہوا ہے لیکن بمطابق قرآن کریم حضرت مسیح علیہ السلام نے آپ کا دوسرا نام ”احمد“ لیا ہے جس میں اہل فکر و دانش کے لئے کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ فَھَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ؟)

... ...

بائبل کی یہ پیشگوئیاں کس قدر واضح ہیں لیکن ہوا وہی جو ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے کیونکہ جب وہ موعود اقوام عالم آیا اور ساری علامات کے ساتھ آیا تو دنیا کے بڑے حصہ بالخصوص اہل کتاب نے اُس کا صاف انکار کر دیا حالانکہ اُن کی اپنی کتابیں اس آنے والے کی علامات سے بھری پڑی تھیں اور وہ اس کی آمد کے منتظر بھی تھے مگر اپنی غلط سوچ کی وجہ سے وہ اس کو نہ پہچان سکے اور ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے تاہم جس نے آنا تھا وہ تو آ گیا اور بڑی شان سے آیا اور منکر آج تک اُس کا انتظار کر رہے ہیں بلکہ اب تو انتظار کرتے کرتے بڑی حد تک مایوس ہو چکے ہیں اور طرح طرح کی تاویلات اور تحریفات کے سہارے گریز کی راہیں تلاش کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

سیدنا حضرت **خلیفۃ المسیح الرابعؒ** نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 12/اگست 1988ء میں سورۃ الحجر کی آیات 12 تا 16 کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

”سورۃ الحجر سے یہ چند آیات جو میں نے آج کے جمعہ کے لیے منتخب کی ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ اُن کے پاس کوئی رسول آئے اور وہ اُس سے استہزاء کا سلوک نہ کریں یا جب کبھی بھی اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے۔ وہ اس کے سوا کچھ نہیں کرتے کہ اُس سے تمسخر کرتے ہیں اور استہزاء کا سلوک کرتے ہیں۔ کَذٰلِکَ نَسۡلُکُہٗ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ۔ (الجر:13) اسی طرح ہم مجرموں کے دل میں یہ عادت داخل کر دیتے ہیں یعنی اُن کے مزاج میں، اُن کی عادات میں فطرت ثانیہ کی طرح یہ کجی داخل ہو جاتی ہے کہ جب بھی خدا کی طرف سے کوئی آئے اُس کے ساتھ استہزاء کا سلوک کرنا ہے لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ وَ قَدۡ خَلَتۡ سُنَّۃُ الۡاَوَّلِیۡنَ (الجر:14) وہ ایمان نہیں لاتے۔ بھیجے ہوئے پر ایمان نہیں لاتے اور اُن کے لیے اور اس سے پہلے لوگوں کی سنت اور اُن کی تاریخ ایک نمونہ بن جاتی ہے یعنی اُس نمونے کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ گویا وہی لوگ ہیں جو گزشتہ زمانوں میں اسی قسم کی حرکتیں کر چکے ہیں اور اب دوبارہ ظاہر ہوئے ہیں۔ تو اپنے سے پہلوں کی سنت پر عمل کرنے والے یہ لوگ ہیں اور اُس کے مقابل پر خدا کی بھی ایک سنّت ہے۔ اُس کا بھی یہیں ذکر ہے فرمایا قَدۡ خَلَتۡ سُنَّۃُ الۡاَوَّلِیۡنَ ۔ حالانکہ یہ نہیں دیکھتے کہ اس سے پہلے اسی قسم کے لوگوں کے ساتھ خدا کی کیا سنّت جاری ہوئی تھی اور ان دونوں سنتوں میں آپ کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے۔ نہ ان بدکردار لوگوں کی سنّت میں تبدیلی دیکھیں گے جن کو خدا تعالیٰ نے اُن کے جرموں کی وجہ سے ایک غلط طرز عمل اختیار کرنے پر پابند فرما دیا ہے۔ اُن کے دلوں میں جاگزین کر دی ہے یہ بات کہ تم اس لائق نہیں ہو کہ سچوں کو قبول کرو اس لیے تم جس حد تک تم سے ممکن ہے کج روی اختیار کرو۔ دوسری طرف سُنَّۃُ الۡاَوَّلِیۡنَ سے مراد وہ سنّت ہے جو اوّلین کے بارے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی رہی ہے۔ جو اُن کے ساتھ خدا کا سلوک ہوتا رہا ہے۔ وہ اُن کی سنّت بن گیا یعنی پہلے انکار کی سنّت اور پھر ہلاکت اور تباہی کی سنّت وَ لَوۡ فَتَحۡنَا عَلَیۡہِمۡ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ (الحجر:15) فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کے اوپر اگر ہم آسمان سے دروازے بھی کھول لیں۔ ایسے دروازے جن پر یہ چڑھ سکیں اور خود آسمان کی بلندیوں پر جا کر سچائی کا مشاہدہ کریں اور نشانات کو دیکھ لیں لَقَالُوۡۤا اِنَّمَا سُکِّرَتۡ اَبۡصَارُنَا (الحجر:16) وہ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد یہ کہیں گے کہ ہماری آنکھیں مدہوش ہو گئی ہیں، ہماری آنکھوں کو نشہ چڑھ گیا ہے بَلۡ نَحۡنُ قَوۡمٌ مَّسۡحُوۡرُوۡنَ (الحجر:16) ہم تو ایسی قوم ہیں جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ ان آیات میں دو مضامین بیان ہوئے ہیں۔ اگرچہ تسلسل ہے مضمون کا لیکن اس مضمون کو دو حصوں میں بیان فرمایا گیا ہے۔ پہلا یہ کہ خدا تعالیٰ کی یہ سنّت ہے، خدا تعالیٰ کی یہ تقدیر ہے کہ بعض لوگ لازماً اس کے بندوں سے اُس کے بھیجے ہوؤں سے استہزاء کا سلوک کرتے ہیں اور اُن کا یہ رویہ اُن کا مقدر بنا دیا جاتا ہے۔ ان کے دلوں میں یہ بات داخل کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اُس سے ٹل نہیں سکتے، اُن کے مقدر میں یہ بات لکھی جاتی ہے۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ خود انبیاء کے منکرین کو استہزاء کا طریق سکھاتا ہے اور اُن کے دلوں میں یہ بات جما دیتا ہے، نقش کر دیتا ہے کہ تمہیں بہرحال میرے بھیجے ہوؤں سے مذاق کرنا ہے اور استہزاء اور تمسخر کا سلوک کرنا ہے تو اُن کا پھر کیا قصور۔ لیکن اس سوال کا جواب اسی آیت میں اس کے آخری حصے میں بیان فرما دیا گیا فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ہم یہ نصیبہ مجرموں کا بناتے ہیں۔ اس سے ایک بات خوب کھل گئی کہ جب خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بھیجا کرتا ہے بنی نوع انسان کی اصلاح کے لیے تو دراصل وہ قوم مجموعی طور پر بحیثیت قوم مجرم ہو چکی ہوتی ہے۔ اُس میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں، استثناء بھی موجود ہوتے ہیں لیکن ایک بھاری تعداد اُس قوم میں جرم کرنے والوں کی ہوتی ہے۔

پس دراصل جرم کی سزا میں صداقت سے محرومی بھی شامل ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ظلم نہیں ہوتا کہ ان لوگوں کو صداقت پہچاننے سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ فرمایا وہ مجرم ہیں اور اس قسم کے مجرم ہیں کہ اُس جرم سے باز آنے والے نہیں۔ ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ وہ صداقت سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ پس اسی وجہ سے وہ صداقت سے محروم نہیں ہوتے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دل پر نقش کر دیا ہے کہ تم لازماً صداقت کا انکار کرو گے بلکہ جرم کے نتیجے میں یہ اُن کو سزا ملتی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو خوب کھول دیا لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ وہ کبھی بھی اُس خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان نہیں لائیں گے وَ قَدۡ خَلَتۡ سُنَّۃُ الۡاَوَّلِیۡنَ اور ان سے پہلے ایسے لوگوں کی سنت گزر چکی ہے۔ جو کسی صورت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرسلین اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان نہیں لائے اور اسی حالت میں وہ ہلاک ہوگئے۔ دوسرا پہلو وَ لَوۡ فَتَحۡنَا عَلَیۡہِمۡ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ میں یہ مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ ان کا انکار اس وجہ سے نہیں کہ ان کو کوئی نشان نہیں دکھایا جاتا لیکن اس مضمون کے اس حصے کو میں بعد میں بیان کروں گا۔ پہلے اس پہلے حصے سے متعلق کچھ مزید باتیں میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا سنت میں دو پہلو ہیں۔ پہلوں کی سنت کیا ہے۔ وہ جو خود کرتے رہے تحقیر اور استہزاء اور تمسخر۔ یہ ایک ان کی سنت ہے اور ایک سنت وہ ہے جو خدا نے اُن پر جاری فرمائی اور وہ اُن کا بد انجام ہے۔

اس سے متعلق قرآن کریم میں متعدد آیات ہیں جو اس مضمون کو مختلف رنگ میں کھول کھول کر بیان فرما رہی ہیں جیسا کہ فرمایا قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ سُنَنٌ (آل عمران:138) وہی لفظ سنت ہے جس کی جمع استعمال فرمائی گئی یہاں۔ فرمایا قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ سُنَنٌ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ (آل عمران:138) اس سے پہلے تم سے پہلے لوگوں کی سنّت تمہارے سامنے گزر چکی ہے اور اس سنّت کا ایک حصہ یعنی اُن کی کج روی، اُن کی بغاوت، اُن کا طغٰی یہ سب چیزیں تم پر روشن ہیں لیکن تم زمین پر پھر کے خوب سیر کر کے دیکھو تو سہی کہ اُن کی عاقبت کیسے ہوئی تھی۔ ان جھٹلانے والوں کا انجام کیا تھا۔ پس سنّت میں یہ دونوں باتیں داخل ہیں اُن کی بداعمالی، اُن کا انکار اور پھر اُن کا انجام۔ چنانچہ سنن کے تابع ان دونوں مضامین کو قرآنِ کریم میں یہاں اکٹھا بیان فرما دیا ہے پھر فرمایا قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی

الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (الانعام:12)۔

اے محمد ﷺ مخاطب حضور اکرمؐ ہیں۔ محمد کا نام تو ظاہر نہیں فرمایا گیا لیکن مراد یہی ہے کہ اے میرے رسول تو اُن سے کہہ دے، ان کو پیغام پہنچا دے سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ وہ خوب زمین میں سیر کریں اور پھر کر سیاحت کر کے پرانی قوموں کے انجام کا مشاہدہ کریں ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ پھر یہ دیکھیں سمجھیں کہ اس سے پہلے تکذیب کرنے والے جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا تھا پھر فرمایا۔ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ۔ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (النحل:37) کہ ہم نے ہر امت میں رسول مبعوث فرمائے تھے اور ان کو یہ پیغام دیا تھا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو یعنی شیطانی طاقتوں سے الگ رہو فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ اُن میں سے بعض وہ تھے جن کو خدا نے ہدایت عطا فرمائی مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ایسے بھی تھے اُن میں جن پر گمراہی مقدر کر دی گئی جن کا مقدر ہو گئی گمراہی۔ حَقَّتْ کا مطلب ہے لازم ہو گئی۔ ایسی تقدیر بن گئی جسے ٹالا نہیں جا سکتا۔ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔ پس خوب زمین میں پھر کے سیاحت کر کے دیکھو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہے یا کیا انجام تھا۔ پھر بیان فرمایا فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ۔ (الطور:12) پس آج کے دن ہلاکت ہے سب جھٹلانے والوں کے لیے اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ (الطور:13) وہ جو اپنی سرکشی اور گمراہی میں بھٹک رہے ہیں۔

اس مضمون کو بیان کرنے کے لیے آج میری توجہ ایک رؤیا کے ذریعہ مبذول کروائی گئی ہے۔ رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ کچھ انگریز احمدی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان میں سے ایک مجھ سے سوال کرتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی تحریر کا جو آپ نے ترجمہ کیا ہے وہ مجھے درست معلوم نہیں ہوتا اور وہ ترجمہ یہ بیان کرتا ہے۔ انگریزی کا ایک محاورہ ہے history repeats itself کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ اُس ترجمے میں اس محاورے کا پہلا حصہ استعمال کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسرا نتیجہ نکالا ہوا ہے۔ اردو میں بھی یہی ہے اور ترجمہ میں بھی یہی ہے کہ (اُن کے الفاظ اس قسم کے ہیں) تاریخ اپنے آپ کو ضرور دہراتی ہے اور خدا تعالیٰ مجرموں کو ضرور سزا دیتا ہے۔ چنانچہ اس کا خواب میں مجھ پر یہ اثر ہے کہ میں نے ترجمہ کیا ہے کہ History repeats itself اور آگے مجھے یاد نہیں کہ الفاظ کیا تھے لیکن Punishment کے لفظ تھے یا کوئی اور لفظ تھے لیکن مضمون یہی تھا۔ اس لیے چونکہ خواب کے انگریزی الفاظ یاد نہیں میں اس کو چھوڑتا ہوں لیکن بعینہٖ اس مضمون کو میں نے انگریزی میں بیان کیا یعنی اُس کے نزدیک میری تحریر میں یہ بات تھی۔ وہ کہتا تھا History repeats کا یہ مطلب تو نہیں ہے۔ یعنی اعتراض یہ تھا کہ تم نے History repeats کا دوسرا معنی کر دیا ہے حالانکہ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے۔ کچھ دوسرے انگریز احمدی ہیں وہ میری تائید میں بولتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں نہیں بالکل صحیح ہے، اس موقع پر یہی محاورہ استعمال ہونا چاہئے تھا۔ پھر میں اُس کو سمجھاتا ہوں اور میں اُسے کہتا ہوں دیکھو تم لوگوں کا جو دنیاوی محاورہ ہے وہ درحقیقت ایک سطحی بات تھی۔ اُس میں فی الحقیقت کوئی بھی ٹھوس مضمون بیان نہیں ہوا بلکہ اس کے نتیجے میں ابہام پیدا کر دیا گیا ہے۔

بہت سے لوگ اس محاورہ کو سنتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ گویا تاریخ بعینہٖ دوبارہ اپنے آپ کو دہراتی چلی جاتی ہے کوئی نئے نقوش دنیا میں ظاہر ہی نہیں ہوتے۔ ہمیشہ وہی چکر ہے جو اپنے آپ کو دوبارہ ظاہر کرتا چلا جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس محاورے میں جان ڈال دی ہے یہ متوجہ فرما کر کہ تاریخ اس طرح دہرایا کرتی ہے کہ خدا کی کچھ سنتیں ہیں جن میں تم کوئی تبدیلی نہیں دیکھو گے اور بدکرداروں اور مجرموں کے حق میں وہ سنتیں اس طرح ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ اس لیے اس story کو تم کبھی بھی تبدیل نہیں کر سکتے یہ بہرحال اپنے آپ کو دہرائے گی۔ تو میں دیکھتا ہوں وہ جو تائید میں بولنے والے تھے ان کے چہرے بشاشت میں کھلکھلا اٹھتے ہیں کہ ہاں اب سمجھ آئی کہ یہ مضمون کیا ہے اور جن کی طرف جو ایک صاحب اعتراض کر رہے تھے ان کے اندر بھی اعتراض میں گستاخی نہیں تھی بلکہ ایک پوچھنے کا رنگ تھا۔ اُن کے چہرے پر اُس طرح بشاشت تو نہیں آئی لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بات سمجھ گئے ہیں۔

اس رؤیا سے مجھے خیال آیا کہ اس مضمون کے متعلق میں آج آپ کے سامنے کچھ بیان کروں اور آپ کو دعا کی طرف متوجہ کروں کیونکہ یہ بہت انذاری رؤیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس قوم کو آج ہم مخاطب کر رہے ہیں، جس کو ہم نے مباہلے کی دعوت دی ہے بدقسمتی سے اُن کے مقدر میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا دن دیکھنا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اس طرح میرے ذریعے پیغام نہ دیتا History repeats itself اس میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھو گے، مجرموں کو خدا ضرور سزا دے گا۔ اس لیے وہ آیات جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی ہیں یہ وہی تاریخ ہے جو دہرائی جا رہی ہے جس کا ذکر خدا تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار ذکر فرماتا ہے فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ اور تم خوب دنیا میں سیاحت کرو اور گھوم پھر کے دیکھو۔ تم دیکھو گے کہ مکذبین کی عاقبت اُن کا انجام بہت برا ہے۔ كَيْفَ میں یہ نہیں فرمایا کہ برا ہے مگر جب ایک چیز بہت ہی زیادہ درجے تک پہنچ جائے تو وہاں یہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑا کرتی کے برا ہے یا اچھا ہے لفظ كَيْفَ ہی بتا دیتا ہے کہ دیکھو دیکھو کیسا اُن کا انجام ہے۔ پس جب بدی حد کو پہنچ جائے تو اس کے لیے لفظ كَيْفَ ہی استعمال ہو گا اور جب کوئی خوبی حد کو پہنچ جائے تو اُس کے لیے بھی لفظ كَيْفَ ہی استعمال ہو گا لیکن دوسری آیت جو الطور کی ہے اُس نے اس مضمون کو اور بھی کھول دیا۔ بیان فرمایا۔ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ہلاکت ہے اس دن اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے تکذیب کی راہ اختیار کی ہے۔

ان آیات پر غور کرتے ہوئے انسان کا ذہن اس طرف بھی منتقل ہوتا ہے کہ سارے قرآن میں کہیں مومنین کے لیے ہلاکت کا ذکر نہیں آیا خواہ وہ غلط ہی ایمان لانے والے ہوں۔ ڈرایا گیا ہے مکذّبین کو اُن کی تکذیب سے اور کہیں یہ نہیں فرمایا گیا کہ دیکھو غلطی سے فلاں لوگ ایمان لے آئے تھے ہم نے اُن کو ہلاک کر دیا ہے۔ غلطی سے وہ لوگ ایک جھوٹے کو سچا سمجھ بیٹھے تھے ہم نے اُن کو تباہ کر دیا ہے۔ سارے قرآن میں ایک بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ جس میں خدا تعالیٰ نے اس صورت حال سے متنبہ فرمایا ہو کہ دیکھو فلاں قوم نے غلطی سے ایک ایسے شخص کو قبول کر لیا تھا جس کو میں نے نہیں بھیجا تھا اور دیکھو وہ کس طرح ہلاک کئے گئے اور کس طرح تباہ کئے گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کی شان ہے ایمان لانے والا اگر سچے دل سے ایمان لاتا ہے تو اس کے لیے کوئی خوف نہیں اور کوئی ہلاکت نہیں لیکن تکذیب کرنے والے کے لیے ہلاکتیں ہیں اور متعدد باران ہلاکتوں کا قرآنِ کریم میں اس طرح کھول کھول کر ذکر فرمایا گیا ہے کہ کسی پر یہ مضمون مشتبہ نہیں رہنا چاہئے۔

(خطبات طاہر۔ جلد 7 صفحہ 547 تا 553 خطبہ بیان فرمودہ مورخہ 12 را گست 1988ء)

..................(باقی آئندہ)

بقیہ : مکان یاد کیا کرتے ہیں مکینوں کو

از صفحہ 20

کے چہرے پر دیکھنے کو نہیں ملا۔

کہاں سے لاؤ گے ناصرؔ وہ چاند سی صورت
گر اتفاق سے وہ رات بھی پلٹ آئی
(ناصر کاظمی)

مَیں جب میاں احمد صاحب کے لئے اس مضمون کا عنوان سوچ رہا تھا.. تو خیال آیا کہ میاں صاحب کے وجود کے ظاہر میں اور شخصیت کے اوّلین تأثر میں پہلے نمبر پر میاں صاحب کی آنکھیں تھیں۔ جن سے وہ دیکھنے کے علاوہ ایڈمنسٹریشن کا کام بھی خوب لیتے تھے، بلکہ جب 28 مئی 2010 والے واقعے کے بعد ان کا ٹی وی پروگرام آ رہا تھا تو مَیں وفاقی وزارت داخلہ کے ایک سینئر افسر کے ساتھ اسی کے دفتر میں وہ پروگرام دیکھ رہا تھا۔ ماحول کچھ تعزیتی اور سوگوار سا تھا... وہ دوست ٹی وی پر میاں غلام احمد صاحب کے چہرے پر نظریں جمائے بولا... تُسی مرزا صاحب دِیاں اَکھاں دیکھیاں نیں... اِنہاں اَگّے کون گل کرے گا۔ (آپ نے مرزا صاحب کی آنکھیں دیکھی ہیں۔ ان کے سامنے کون بات کرے گا)

تو مَیں نے کہا کہ... ہاں! میاں صاحب کی آنکھیں دیکھنی ہمیں ہی تو نصیب ہوئی ہیں۔

اہل دہلی کا محاورہ تھا کہ میاں، ہم نے پچھلی صدی کے بزرگوں کی آنکھیں دیکھ رکھی ہیں۔

اس محاورے کے مطابق میری نسل کے اہل ربوہ آج خوش بخت ہیں کہ ہم نے میاں احمد کی آنکھیں دیکھ رکھی ہیں... اور ہمارے میاں احمد صاحب کی آنکھیں اکثر نمناک رہیں اور زندگی بھر ہمارے لئے آگ کو ٹھنڈا کرنے والے آنسوؤں سے بھری رہیں اور اب ہماری آنکھیں ان کے آنسوؤں کی مقروض ہیں... بلکہ ان سے سند یافتہ ہیں... الحمدللہ۔

میاں صاحب کی آنکھوں کا تذکرہ اس پنجابی ماہیئے میں بھرپور طور پر ہوا ہے کہ،

کوئی جوڑی پکھیاں دی
تیرے سارے بدن وچوں سرداری اکھیاں دی

یہاں میں جملہ معترضہ کے طور پر اپنے ان قارئین کے لئے عرض کر دوں کہ جو احمدی نہیں ہیں اور ان کیفیات پہ یک گونہ متعجب ہوتے ہیں کہ

ہم میں یہ عشق و وفا کی حالت
اک مسیحا کی دعا سے آئی
ہم نے ہر شے کو الگ سے دیکھا
ہم میں یہ بات جُدا سے آئی
(عبیداللہ علیم)

ان مرحومین بزرگوں نے ہم لڑکوں کو اپنی اور احمدیت کی نسلیں سمجھتے ہوئے ہم پہ ہمیشہ اپنائیت کی نظر رکھی اور اپنی دعا کا دائرہ اپنے اہل وعیال سے پھیلا کر ہمیں اس میں شامل رکھا اور کتنی باریکیوں میں ہمارا خیال رکھا... یہ ہم خود بڑی مشکل سے سمجھ پاتے ہیں، تو آپ کیسے سمجھیں گے۔

لیتا ہی نہیں کہیں پڑاؤ
یادوں کا عجیب کارواں ہے

کے مصداق پچیس سال کھلے پڑے ہیں۔ کیا بتائیں اور کیا چھوڑیں۔ پندرہ سال قبل رمضان کے آخری عشرے میں ایک خط لکھا اور مرزا فرید احمد صاحب والے گیٹ سے گزر کر میاں احمد صاحب کے گھر کی گھنٹی بجا کر دے آیا، اور اس میں لکھ دیا کہ جواب نہ دیں، بس دعا کی درخواست ہے۔ اگلے دن شام کی نماز سے پہلے تیز قدموں سے آئے اور... مجھ مبہوت سے فرمانے لگے، تمہارا خط مل گیا تھا انشاءاللہ یاد رکھوں گا۔

وہ سلسلہ راقم کے پاکستان سے آنے کے بعد بھی جاری رہا اور ایک دن صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نے بتایا کہ آج میں نے بھائی احمد کو بتایا تمہارے بیرون ملک جانے کے بارے میں تو کہنے لگے کہ اسے کہو کہ کچھ پس انداز کرنے کی بھی عادت ڈالے۔

اس میں، ”تمہارا خط“، اور ”اسے کہو“....... اور عاجز کو غائبانہ نصیحت میں جو مان، خیال خاطر اور اپنائیت ہے وہ کس قدر کمیاب ہے... بس یہ ہے احساس زیاں اور اسی سے وہ گداز پیدا ہوتا ہے جس کا انجام پھر اس پہ ہوتا ہے کہ۔

تا کس نہ گوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری

ان تفاصیل سے مدعا ایک تو خود کلامی سے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا تھا اور دوسرا اپنے قارئین کو بتانا کہ سوا سو سال کی سینچائی سے یہ اخوت اور تعلق ہمارے شامل حال ہوا ہے اور اب اس کے ذائقے اور کیفیات ہم ہی سمجھ پائیں تو بہت، آپ کو ہم کیسے ان سے آشنا کروائیں۔

کل ایک اسلام آباد کے بڑے جرنلسٹ تا دیر یہی کہتے رہے کہ انتظامی سربراہان سے ایسی محبت؟........ تو بالآخر مجھے عرض کرنا پڑا کہ ہم آپ کی کیفیات سمجھ سکتے ہیں کہ ہم آپ میں سے ہی ہیں مگر آپ ہماری حالتوں سے اس لئے بے خبر ہیں کیونکہ آپ ہم میں سے نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے گداز اور حضور قلب کی کیفیات کو جماعت کے افراد میں عام کرے اور ان کے لہجے کا اعتماد ہمیں وفا شعاری اور جانثاری پر ایستادہ رکھے۔

اس غم کی کوکھ سے جماعت، میاں صاحب کے اہلِ خانہ، عزیز و اقارب اور خلیفۂ وقت کے لئے خوارق عادت دلداری اور نصرت کے سامان جلد پیدا فرمائے۔

باقی یہ تذکرہ ادھورا ہے اور شاید رہے بھی۔ .... میاں احمد کی ایک لیگیسی (Legacy) یہ بھی ہے کہ بات کرنی ہے اور پیروں پہ پورا وزن ڈال کے کرنی ہے۔ سو انشاءاللہ ہم بات کرتے رہیں گے... آپ بھی کیجئے، پاکستان سے بھی اور دنیا بھر سے بھی۔ کیونکہ

”مکان یاد کیا کرتے ہیں مکینوں کو“۔

بدرسوم۔ گلے کا طوق

وحید احمد رفیق

قسط نمبر 7۔(آخری)

عورتوں کا مردوں سے ہاتھ ملانا

ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ کیا کوئی عورت اپنے خاوند کے بھائیوں، کزن یا اپنے کزن سے ہاتھ ملا کر السلام علیکم کرسکتی ہے؟

اس پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’ہاتھ ملانا ایک ایسی عادت ہے جو مغربی معاشرے کی وجہ سے ہمارے ہاں رواج پکڑ گئی ہے اور اس میں تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ احتیاط برتی جائے۔ گھر میں بزرگ ہوتے ہیں۔ ان کے بچے ہوتے ہیں۔ بزرگ ان کو پیار سے گلے لگاتا ہے، بعض دفعہ سر پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ کسی کے ذہن میں وہم وگمان بھی نہیں گذرسکتا کہ اس تعلق میں کسی قسم کی کوئی قباحت ہے اور یہ ہمارے ملک میں خصوصاً گھر کے بزرگوں کے پاس جا کے سر کو آگے کرنا یہ رواج پایا جاتا ہے۔ اس کی کیا سند ہے؟ یہ مَیں نہیں جانتا۔ مگر جس رنگ میں یہ رائج ہے کبھی اس سے کبھی کوئی بدی پھوٹتی ہوئی ہمیں نظر نہیں آئی۔ مگر جس ماحول کا یہ ذکر کر رہے ہیں کہ گھر میں کزنز وغیرہ ہوں اور اس سے ہاتھ ملاتے پھریں۔ اس سے بہت بدیاں پھیل سکتی ہیں۔ اور یہ آغاز ہے خلا ملا کا۔ اس لیے میرے نزدیک تو اس کو سختی سے منع کرنا چاہیے۔ سختی سے روکنا چاہیے۔ رسم کو اگر آپ رواج دیں گے تو معاشرہ میں بہت سی بدیاں پیدا ہوجائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے رکھے۔

سَر کے اشارے سے ہاتھ کے اشارے سے آپس میں احترام کو ظاہر کرتے ہیں۔ اتنا ہی کافی ہے اور رفتہ رفتہ آپ کے معاشرے کی خوبیاں ان میں پھیلنی شروع ہوجائیں گی۔‘‘

(مجلس عرفان 6 مئی 1994ء۔ روزنامہ الفضل 5 اکتوبر 2002ء)

قبروں پر پھول لگانا

سوال ہوا کہ اس بات میں کیا مصلحت ہے کہ ہم قبروں کے اردگرد پھول لگاتے ہیں لیکن قبروں کے اوپر پھول نہیں رکھ سکتے؟

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’قبروں پر پھول لگانا سنت نہیں ہے۔ سادہ مٹی کی قبر ہونی چاہیے مگر سجانا کسی چیز کو باغات اور پھول یہ رسول اللہ ﷺ کو پسند تھے۔ اس لیے اردگرد جو روشیں ہیں ان پر پھول لگادیتے ہیں۔ اس کا کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ قبروں پر نہیں ہوتے۔ وہ علاقے کو سجانے کی خاطر ہوتے ہیں۔‘‘

(لجنہ سے ملاقات 6 فروری 2000ء روزنامہ الفضل 25 نومبر 2000ء)

عرسوں وغیرہ میں شامل ہونا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’انسان توجہ کرے تو اس کو پتہ لگتا ہے کہ جو لوگ صُمٌّ بُکْمٌ ہو کر سجادہ نشینوں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہیں اور عرسوں وغیرہ میں شریک ہوجاتے ہیں۔ ان کو یہ خیال نہیں آتا کہ وہ کونسی روشنی ہے جو خانہ کعبہ سے شروع ہوئی تھی اور تمام دنیا میں پھیلی تھی اور انہوں نے اس میں سے کس قدر حصہ لیا ہے۔ ان کو ہرگز وہ نور نہیں ملتا جو آنحضرت ﷺ مکہ سے لائے اور اس سے کُل دنیا کو فتح کیا۔ آج اگر رسول اللہ ﷺ پیدا ہوں توان لوگوں کو جو اُمّت کا دعوٰی کرتے ہیں کبھی شناخت بھی نہ کرسکیں۔ کون سا طریقہ آپ کا ان لوگوں نے رکھا ہے۔ شریعت تو اسی بات کا نام ہے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے دیا ہے اسے لے لے اور جس بات سے منع کیا ہے اس سے ہٹے۔ اب اس وقت قبروں کا طواف کرتے ہیں، ان کو مسجد بنایا ہوا ہے، عرس وغیرہ ایسے جلسے نہ منہاجِ نبوت ہے نہ طریق سنّت ہے۔ اگر منع کرو تو غیظ وغضب میں آتے ہیں اور دشمن بن جاتے ہیں۔ چونکہ یہ آخری زمانہ ہے ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اسی زمانہ کے فسادوں کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس زمانہ میں اکیلا رہنا اور اکیلا مرجانا یا درختوں سے پنجہ مار کر مرجانا ایسی صحبتوں سے اچھا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 128-129)

کلام پڑھ کر پھونکنا

سوال: ایک دوست نے سوال کیا کہ مجھے قرآن شریف کی کوئی آیت بتلائی جاوے کہ میں پڑھ کر اپنے بیمار کو دم کروں تاکہ اس کو شفا ہو؟

جواب: حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا: ’’بیشک قرآن شریف میں شفا ہے۔ روحانی اور جسمانی بیماریوں کا وہ علاج ہے۔ مگر اس طرح کے کلام پڑھنے میں لوگوں کو ابتلاء ہے۔ قرآن شریف کو تم اس امتحان میں نہ ڈالو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے بیمار کے واسطے دعا کرو۔ تمہارے واسطے یہی کافی ہے۔‘‘

(البدر 25 اکتوبر 1906ء صفحہ 4)

گدّی نشین اور بدعات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’اب اس کے مقابل پر آپ انصاف سے دیکھیں کہ آج کل گدّی والے اس ہدایت کے موافق کیا کچھ کرتے ہیں۔ اگر وہ خدا کی کتاب پر عمل نہیں کرتے تو قیامت کو اس کا جواب کیا ہوگا کہ تم نے میری کتاب پر عمل نہ کیا۔ اس وقت طوافِ قبر، کنجریوں کے جلسے، اور مختلف طریقے ذکر جن میں ایک اَرّہ (ایک ذکر کرنے کا طریق ہے اس کے پڑھتے وقت سینے سے آرہ چلنے کی آواز آتی ہے۔ اسی مناسبت سے اسے ارّہ کہا جاتا ہے۔ ناقل) کا ذکر بھی ہے، ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارا سوال ہے کہ کیا خدا بھول گیا تھا کہ اس نے یہ تمام باتیں کتاب میں نہ لکھ دیں، نہ رسول کو بتائیں۔ جو رسول اللہ ﷺ کی عظمت جانتا ہے اسے ماننا پڑے گا کہ اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کے باہر نہ جانا چاہیے۔ کتاب اللہ کے برخلاف جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب بدعت ہے اور سب بدعت فی النّار ہے۔ اسلام اس بات کا نام ہے کہ بجز اس قانون کے جو مقرر ہے ادھر اُدھر بالکل نہ جاوے۔ کسی کا کیا حق ہے کہ بار بار ایک شریعت بناوے۔ بعض پیرزادے چوڑیاں پہنتے ہیں، مہندی لگاتے ہیں، لال کپڑے ہمیشہ رکھتے ہیں، سدا سہاگن ان کا نام ہوتا ہے۔ اب ان سے کوئی پوچھے کہ آنحضرت ﷺ تو مرد تھے۔ اس کو مرد سے عورت بننے کی کیا ضرورت پڑی؟ ہمارا اُصول آنحضرت ﷺ کے سوا اور کتاب قرآن کے سوا اور طریق سنّت کے سوا نہیں۔ کس شے نے ان کو جرأت دی ہے کہ اپنی طرف سے وہ ایسی باتیں گھڑلیں۔ بجائے قرآن کے کافیاں پڑھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا دل قرآن سے کھٹا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو میری کتاب پر چلنے والا ہو وہ ظلمت سے نور کی طرف آوے گا اور کتاب پر اگر نہیں چلتا تو شیطان اس کے ساتھ ہوگا۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 127-128)

فقراء کی ایجاد کردہ بدعتیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’ہماری قوم میں اکثر ایسے فقیر نظر آتے ہیں جنھوں نے اسلام پر یہ داغ لگایا کہ ہزارہا ایسی بدعتیں ایجاد کردیں کہ جن کا شرع شریف میں کوئی اصل صحیح نہیں پایا جاتا اور ایسی بے ہودہ رسوم اور خیالات میں گرفتار ہیں کہ جن کے لکھنے سے بھی شرم آتی ہے بعض تو ہندوؤں کے جوگیوں کی طرح اور قریب قریب ان کی ایک خاص طور پر وضع اور پوشاک میں عمر بسر کرتے ہیں اور نہایت بے جا اور وحشیانہ ریاضتوں میں جو مسنون طریقوں سے کوسوں دور ہیں اپنی عمر کو ضائع کر رہے ہیں‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 48)

دسویں محرم کو شربت اور چاول کی تقسیم

قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے سوال کیا کہ محرم دسویں کو جو شربت و چاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اگر یہ للہ بہ نیت ایصالِ ثواب ہو تو اس کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے؟

فرمایا: ’’ایسے کاموں کے لیے دن اور وقت مقرر کردینا ایک رسم و بدعت ہے اور آہستہ آہستہ ایسی رسمیں شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔ پس اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ ایسی رسموں کا انجام اچھا نہیں۔ ابتدا میں اسی خیال سے ہو مگر اب تو اس نے شرک اور غیر اللہ کے نام کا رنگ اختیار کرلیا ہے۔ اس لیے ہم اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جب تک ایسی رسوم کا قلع قمع نہ ہو عقائدِ باطلہ دُور نہیں ہوتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 168)

محرم میں تابوت نکالنا

سوال پیش ہوا کہ محرم پر جو لوگ تابوت بناتے ہیں اور محفل کرتے ہیں اس میں شامل ہونا کیسا ہے؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ گناہ ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 169)

پندرھوین شعبان کی بدعات

اور نصف شعبان کی نسبت فرمایا کہ یہ رسوم حلوا وغیرہ سب بدعات ہیں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 297)

جھنڈ یا بودی رکھنا

جھنڈ یعنی بودی رکھی جاسکتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

فرمایا: ’’ناجائز ہے۔ ایسا نہیں چاہیے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 169)

لڑکے کی بسم اللہ

ایک شخص نے بذریعہ تحریر عرض کی کہ ہمارے ہاں رسم ہے کہ جب بچے کو بسم اللہ کرائی جائے تو بچے کو تعلیم دینے والے مولوی کو ایک عدد تختی چاندی یا سونے کی اور قلم ودوات سونے یا چاندی کی دی جاتی ہے۔ اگرچہ میں ایک غریب آدمی ہوں مگر چاہتا ہوں کہ یہ اشیاء اپنے بچے کی بسم اللہ پر آپ کی خدمت میں ارسال کروں۔

حضرت نے فرمایا کہ ’’تختی اور قلم ودوات سونے یا چاندی کی دینا یہ سب بدعتیں ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیے اور باوجود غربت کے اور کم جائیداد ہونے کے اس قدر اسراف اختیار کرنا سخت گناہ ہے۔‘‘

(البدر 5 ستمبر 1907ء صفحہ 3)

سماع

ذکر آیا کہ بعض لوگ راگ سنتے ہیں آیا یہ جائز ہے؟

جواب: فرمایا ’’اس طرح بزرگان دین پر بدظنی کرنا اچھا نہیں۔ حسن ظن سے کام لینا چاہیے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی اشعار سنے تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک صحابی مسجد کے اندر شعر پڑھتا تھا۔ حضرت عمر نے اس کو منع کیا اس نے جواب دیا مَیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا۔ تُو کون ہے جو مجھے روک سکے۔ یہ سن کر حضرت امیر المومنینؓ بالکل خاموش ہوگئے۔

قرآن شریف کو بھی خوش الحانی سے پڑھنا چاہیے بلکہ اس قدر تاکید ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور خود اس میں ایک اثر ہے۔ عمدہ تقریر خوش الحانی سے کی جائے تو اس کا بھی اثر ہوتا ہے۔ وہی تقریر ژولیدہ زبانی سے کی جائے تو اس میں کوئی اثر نہیں ہوگا۔ جس شے میں خدا تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے اور اس کو اسلام میں کھینچنے کا آلہ بنایا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔ حضرت داؤدؑ کی زبور گیتوں میں تھی جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ جب حضرت داؤدؑ خدا کی مناجات کرتے تھے تو پہاڑ بھی ان کے ساتھ روتے تھے اور پرندے بھی تسبیح کرتے تھے۔‘‘ (البدر 17 نومبر 1905ء صفحہ 6-7)

سجدہ لغیر اللہ

ظہر کے وقت حضور علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کے ایک خادم آمدہ از کشمیر نے سربسجود ہو کر خدا تعالیٰ کے کلام اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کو اس کے ظاہری الفاظ پر پورا کرنا چاہا اور نہایت گریہ وزاری سے اظہار محبت کیا مگر حضور علیہ السلام نے اسے اس حرکت سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ مشرکانہ باتیں ہیں۔ ان سے پرہیز چاہیے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 228-229)

مزار کو بوسہ دینا

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار کو بوسہ دینے کے متعلق پوچھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

’’یہ جائز نہیں۔ لغو بات ہے۔ اس قسم کی حرکات سے شرک شروع ہوتا ہے۔ اصل چیز نبی کی تعلیم پر عمل کرنا ہے مگر لوگ اسے چھوڑ کر لغو باتوں میں جا پڑے ہیں۔‘‘

(الفضل 18 مئی 1946ء بحوالہ فقہ احمدیہ صفحہ 266)

مُردوں سے طلب حاجت اور مشکل کشائی کی درخواست

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جس سے انسان دعا

کرتا ہے اس پر کامل ایمان ہو اس کو موجود سمیع، بصیر، خبیر، علیم، متصرف، قادر سمجھے اور اس کی ہستی پر ایمان رکھے کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے مگر کیا کروں کس کو سناؤں اب اسلام میں مشکلات ہی اور آپڑی ہیں کہ جو محبت خدا تعالیٰ سے کرنی چاہیے وہ دوسروں سے کرتے ہیں اور خدا کا رتبہ انسانوں اور مردوں کو دیتے ہیں۔ حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تھی مگر اب جس قبر کو دیکھو حاجت روا ٹھہرائی گئی ہے۔ میں اس حالت کو دیکھتا ہوں تو دل میں درد اٹھتا ہے مگر کیا کہیں، کس کو جا کر سنائیں۔ دیکھو قبر پر اگر ایک شخص بیس برس رہے تو اس قبر سے کوئی آواز نہیں آئے گی مگر مسلمان ہیں کہ قبروں پر جاتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ میں کہتا ہوں وہ قبر کسی کی بھی ہو اس سے کوئی مراد بر آ نہیں ہوسکتی۔ حاجت روا اور مشکل کشا تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہوسکتی ہے اور کوئی اس صفت کا موصوف نہیں۔ قبر سے کسی آواز کی امید مت رکھو۔ برخلاف اس کے اگر اللہ تعالیٰ کو اخلاص اور ایمان کے ساتھ دن میں دس مرتبہ بھی پکارو تو میں یقین رکھتا ہوں اور میرا اپنا تجربہ ہے کہ دس دفعہ ہی سنتا ہے اور دس دفعہ ہی جواب دیتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پکارے اس طرح پر جو پکارنے کا حق ہے۔ ہم سب ابرار اور اخیار امت کی عزت کرتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں ان کی محبت اور عزت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم ان کو خدا بنالیں اور وہ صفات جو خدا تعالیٰ میں ہیں ان میں یقین کرلیں کہ وہ ہماری آواز نہیں سنتے اور اس کا جواب نہیں دیتے۔ دیکھو حضرت امام حسینؓ کو کہ ایک گھنٹہ میں 72 آدمی آپ کے شہید ہوگئے۔ اس وقت سخت نرغہ میں تھے۔ اب طبعاً ہر ایک شخص کا کانشنس گواہی دیتا ہے کہ وہ اس وقت جب کہ ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے تھے۔ اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوں گے کہ اس مشکل سے نجات مل جائے لیکن وہ دعا اس وقت منشاء الٰہی کے خلاف تھی اور قضاء وقدر اس کے مخالف تھی اس لیے وہ اس جگہ شہید ہوگئے۔ اگر ان کے قبضہ واختیار میں کوئی بات ہوتی تو انہوں نے کون سا دقیقہ اپنے بچاؤ کے لیے اٹھا رکھا تھا۔ مگر کچھ بھی کارگر نہ ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قضاء وقدر کا سارا معاملہ اور تصرف تام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے جو اس قدر ذخیرہ قدرت کا رکھتا ہے اور حیّ وقیّوم ہے اس کو چھوڑ کر جو مردوں اور عاجز بندوں کی قبروں پر جا کر ان سے مرادیں مانگتے ہیں اس سے بڑھ کر بے نصیب کون ہوسکتا ہے۔ انسان کے سینہ میں دو دل نہیں ہوتے ایک ہی دل ہے وہ دو جگہ محبت نہیں کرسکتا۔ اس لیے اگر کوئی زندوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتا ہے وہ حفظ مراتب نہیں کرتا اور یہ مشہور بات ہے ”گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی“ خدا تعالیٰ کو خدا تعالیٰ کی جگہ پر رکھو اور انسان کو انسان کا مرتبہ دو۔ اس سے آگے مت بڑھاؤ...... دیکھو حضرت ابراہیمؑ کتنے بڑے عظیم الشان نبی تھے اور خدا تعالیٰ کے حضور ان کا کتنا بڑا درجہ و رتبہ تھا۔ اب اگر آنحضرت ﷺ بجائے خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ کرنے کے ابراہیمؑ کی پوجا کرتے تو کیا ہوتا۔ کیا آپ کو وہ اعلیٰ مراتب مل سکتے تھے جو آپ کو ملے کبھی نہیں، کبھی نہیں، کبھی نہیں۔ پھر جب ابراہیمؑ آپ کے بزرگ بھی تھے اور آپ نے ان کی قبر پر جا کر یا بیٹھ کر ان سے کچھ نہیں مانگا اور نہ کسی اور قبر پر جا کر آپ نے اپنی کوئی حاجت پیش کی تو یہ کس قدر بیوقوفی اور بے دینی ہے کہ آج مسلمان قبروں پر جا کر ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی پوجا کرتے ہیں۔“

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ 137 بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ نمبر 104,105,106)

یَا شیخ عبدالقادر جیلانی شَیئاً لِلّٰہ کہنا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے ایک مرتبہ چند سوالات پوچھے گئے تو آپ نے ان کے جوابات ارشاد فرمائے، جو حسبِ ذیل ہیں۔

سوال اوّل: یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں یہ توحید کے برخلاف ہے۔

سوال 2: جبکہ غائب اور حاضر دونوں کو خطاب کرلیتے ہیں پھر اس میں کیا حرج ہے؟

جواب : دیکھو بٹالہ میں لوگ زندہ موجود ہیں اگر ان کو یہاں سے آواز دو تو کیا وہ کوئی جواب دیتا ہے۔ پھر بغداد میں سید عبدالقادر جیلانی کی قبر پر جا کر آواز دو تو کوئی جواب نہیں آئے گا۔ خدا تعالیٰ تو جواب دیتا ہے جیسا کہ فرمایا اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن: 61) مگر قبروں والوں میں سے کون جواب دیتا ہے؟ پھر کیوں ایسا فعل کرے جو توحید کے خلاف ہے۔

سوال 3: جب کہ یہ لوگ زندہ ہیں پھر ان کو مُردہ تو نہیں کہہ سکتے؟

جواب: زندگی ایک الگ امر ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہماری آواز بھی سن لیں۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ یہ لوگ خدا کے نزدیک زندہ ہیں مگر ہم نہیں مان سکتے کہ ان کو سماع کی قوت بھی ہے۔ حاضر ناظر ہونا ایک الگ صفت ہے جو خدا ہی کو حاصل ہے۔ دیکھو ہم بھی زندہ ہیں مگر لاہور یا امرتسر کی آوازیں نہیں سن سکتے۔ خدا تعالیٰ کے شہید اور اولیاء اللہ بے شک خدا کے نزدیک زندہ ہوتے ہیں مگر ان کو حاضر ناظر نہیں کہہ سکتے۔

دعاؤں کا سننے والا اور قدرت رکھنے والا خدا ہی ہے۔ اس کو یقین کرنا یہی اسلام ہے۔ جو اس کو چھوڑتا ہے وہ اسلام کو چھوڑتا ہے۔ پھر کس قدر قابل شرم یہ امر ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی تو کہتے ہیں۔ یا محمد (ﷺ)، یا ابا بکر، یا عمر نہیں کہتے۔ البتہ یا علی کہنے والے ان کے بھائی موجود ہیں۔ یہ شرک ہے کہ ایک تخصیص بلا وجہ کی جاوے۔ جب خدا کے سوا کسی چیز کی محبت بڑھ جاتی ہے تو پھر انسان صُمٌّ بُکۡمٌ ہوجاتا ہے جو اسلام کے خلاف ہے۔ جب توحید کے خلاف چلے تو پھر مسلمان کیسا؟ تعجب کی بات ہے کہ جن لوگوں کو یہ خدا کے حصہ دار بناتے ہیں خود ان کو بھی یہ مقام توحید ہی کے ماننے سے ملا تھا۔ اگر وہ بھی ایسے ”یا“ کہنے والے ہوتے تو ان کو یہ مقام ہرگز نہ ملتا بلکہ انہوں نے خدائے تعالیٰ کی اطاعت اختیار کی۔ تب یہ رتبہ ان کو ملا یہ لوگ شیعوں اور عیسائیوں کی طرح ایک قسم کا شرک کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 604-603)

پردہ

حضرت امّ المومنینؓ کی طبیعت کسی قدر ناساز رہا کرتی تھی۔ آپ نے ڈاکٹر صاحب سے مشورہ فرمایا کہ اگر وہ ذرا باغ میں چلی جایا کریں تو کچھ حرج تو نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ دراصل میں تو اس لحاظ سے کہ معصیت نہ ہو کبھی کبھی گھر کے آدمیوں کو اس لحاظ سے کہ شرعاً جائز ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں رعایت پردہ کے ساتھ باغ میں لے جایا کرتا تھا اور میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ باہر کی ہوا کھاؤ۔ گھر کی چار دیواری کے اندر ہر وقت بند رہنے سے بعض اوقات کئی قسم کے امراض حملہ کرتے ہیں۔ علاوہ اس کے آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کو لے جایا کرتے تھے۔ جنگلوں میں حضرت عائشہؓ ساتھ ہوتیں تھیں۔

پردہ کے متعلق بڑی افراط تفریط ہوئی ہے۔ یورپ والوں نے تفریط کی ہے اور اب ان کی تقلید سے بعض نیچری بھی اسی طرح چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہا دیا ہے۔ اور اس کے بالمقابل بعض مسلمان افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں۔ حالانکہ ریل پر سفر کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ غرض ہم ان دونوں قسم کے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں جو افراط اور تفریط کررہے ہیں“۔

(الحکم 17 فروری 1904ء صفحہ 5)

عقیقہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:-

”یہ لڑکے جو پیدا ہوتے رہتے ہیں بعض دفعہ ان کے عقیقہ پر ہم نے دو دو ہزار آدمیوں کو دعوت دی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہماری غرض اس سے یہی تھی کہ تا اس پیشگوئی کا جو ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے کی گئی تھی بخوبی اعلان ہوجاوے۔“

(الحکم 17 اپریل 1903ء صفحہ 2)

عورتوں کی بدعات وشرک

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:-

”بعض عورتیں نماز روزہ کے ادا کرنے میں بہت کوتاہی کرتی ہیں۔ بعض عورتیں شرک کی رسمیں بجالاتی ہیں۔ جیسے چیچک کی پوجا۔ بعض فرضی دیویوں کی پوجا کرتی ہیں۔ بعض ایسی نیازیں دیتی ہیں جن میں یہ شرط لگا دیتی ہیں کہ عورتیں کھاویں کوئی مرد نہ کھاوے۔ یا کوئی حقہ نوش نہ کھائے۔ بعض جمعرات کو چوکی بھرتی ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ سب شیطانی طریق ہیں۔“

(فتاوی احمدیہ جلد دوم صفحہ 11 بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ۔ صفحہ نمبر 147)

اپریل فُول

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

”قرآن...ایک جگہ فرماتا ہے کہ جب تو کوئی کلام کرے تو تیری کلام محض صدق ہو۔ ٹھٹھے کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہ ہو۔ اب بتلاؤ یہ تعلیمیں انجیل میں کہاں ہیں۔ اگر ایسی تعلیمیں ہوتیں تو عیسائیوں میں اپریل فُول کی گندی رسمیں اب تک کیوں جاری رہتیں۔ دیکھو اپریل فُول کیسی بُری رسم ہے کہ ناحق جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے۔ یہ عیسائی تہذیب اور انجیلی تعلیم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی لوگ جھوٹ سے بہت ہی پیار کرتے ہیں۔ چنانچہ عملی حالت اس پر شاہد ہے۔“

(مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 199)

اس کے علاوہ ہمارے معاشرے میں درج ذیل ناموں سے مختلف رسوم منائی جارہی ہیں جن سے پرہیز کرنا ہر احمدی کا فرض ہے:

1- ویلنٹائن ڈے منانا
2- برتھ ڈے منانا
3- بسنت منانا
4- نیا سال منانا
5- مزاروں اور درباروں پر جانا
6- کسی جگہ کو چھو کر اپنے جسم پر ہاتھ پھیرنا
7- عید کارڈ بھیجنا
8- چاندرات منانا
9- فیشن / غیر قوموں کی اندھا دھند تقلید
10- کسی بزرگ کی قبر سے مٹی / پھول یا کوئی چیز بطور تبرّک لینا

☆☆☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک دعا

”اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانے کا امام دل کی گہرائیوں سے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس درد اور توجہ سے آپ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حکومت کو دنیا پر قائم کرنے کے لیے اپنی جماعت تیار کرنا چاہتے ہیں اور جس درد سے نصیحت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ویسا ہی بنادے اور جن شرائط پر آپ نے ہم سے عہد بیعت لیا ہے ان کی ہم مکمل پابندی کرنے والے ہوں اور ان پر عمل کرنے والے ہوں اور ہمیشہ ان کو اپنے سامنے رکھنے والے ہوں۔ ہمارا کوئی عمل، کوئی فعل ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف چلتے ہوئے ملزم ٹھہرانے والا نہ ہو اور ہم ہمیشہ اپنا محاسبہ کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔“

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 108-107)

☆☆☆☆☆

بقیہ: عہد خلافت ثانیہ کی ترقیات از صفحہ 16

ایزادی کرائی گئی۔

مسلمانان ہند کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے حضور انور کی طرف سے ایک مؤثر مہم کا آغاز (تجارت اور باہمی اتحاد پر غور)۔

قادیان کو ”سمال ٹاؤن کمیٹی“ کی حیثیت مل گئی۔

سیرالیون میں باقاعدہ مشن کا اجرا۔

حضور نے ہندو مسلم اتحاد کانفرنس سے جس میں چوٹی کے مسلم لیڈر موجود تھے، خطاب فرمایا۔

مسلمانان ہند کے حقوق کے لئے محضر نامہ پیش کیا گیا۔ جماعت احمدیہ کی کوششوں سے اس پر ہزاروں مسلمانوں نے دستخط کئے۔

مشہور مسلمان راہنما مولانا محمد علی جوہر کی قادیان میں آمد۔

حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری کا انتقال۔ جو سرخی کے چھینٹوں والے نشان کے گواہ تھے۔

”مستریوں“ کا منافقانہ حرکتوں کی وجہ سے اخراج اور ان کے ناپاک فتنے کا آغاز۔

قادیان میں امۃ الحی لائبریری کا افتتاح ہوا۔

حضور نے ہندوستان میں سائمن کمیشن کی آمد پر ”مسلمانان ہند کے امتحان کا وقت“ تصنیف فرمائی۔

شام میں مولانا جلال الدین صاحب شمس پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔

حضور نے جلسہ سالانہ پر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے کارنامے کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اس جلسہ پر حضور کی حفاظت کا پہلی بار خاص انتظام کیا گیا۔

شام میں السیّد منیر الحصنی جماعت میں داخل ہوئے جو بعد میں شام کے امیر و مربی بنے۔

(باقی آئندہ)

عہدِ خلافت ثانیہ کی عظیم الشان ترقیات پر ایک نظر

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 23)

قسط نمبر 3

1918ء

حضور کے دفتر میں ڈاک کا مستقل صیغہ پہلی بار قائم کیا گیا۔ پہلے افسر ڈاک مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ مقرر ہوئے۔

حضور نے شدید بیماری میں وصیت تحریر فرمائی۔

حضور نے جنگِ عظیم میں کام آنے والے مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کے فنڈ میں پانچ ہزار روپیہ دیا۔

انفلوئنزا کی عالمگیر وبا پھیلنے پر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمتِ خلق کے بارہ میں ہدایت کے تحت احمدی ڈاکٹروں اور طبیبوں نے خلقِ خدا کی بےلوث خدمات سرانجام دیں۔

تحریک ''وقف زندگی'' کا احیاء۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے اس پر خاص زور۔

جنگ عظیم کے خاتمہ پر دنیا کے 18 مختلف حکمرانوں کو جماعت احمدیہ کی طرف سے تحفۃ الملوک کے انگریزی ترجمہ کی پیشکش کے ساتھ تبلیغ۔

1919ء

صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ نظارتوں کے متوازی نظام کا قیام۔

حضور نے حبیبیہ ہال لاہور میں ''اسلام میں اختلافات کا آغاز'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

حضور نے ہندوستان میں سول نافرمانی کی تحریک اور اس کے نتائج سے متعلق مسلمانانِ ہند کی راہنمائی فرمائی۔

قادیان میں یتیم خانہ قائم کیا گیا۔

حضور نے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے لئے ''ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض'' کے موضوع پر کتابچہ تصنیف فرمایا۔

گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے مقام پر تعلیم الاسلام سکول کا اجراء۔

جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے گورنر پنجاب سے ملاقات کر کے تبلیغی لٹریچر پیش کیا۔ نیز ترکوں سے معاملہ کرتے وقت مسلمانانِ عالم کے جذبات کا خیال رکھنے کی اپیل کی۔

1920ء

حضور نے بریڈ لاء ہال میں ''مستقبل میں امن کا قیام اسلام سے وابستہ ہے'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

حضور نے بندے ماترم ہال امرتسر میں ''صداقت اسلام و ذرائع ترقی اسلام'' پر لیکچر دیا۔

نیویارک مشن کا آغاز۔

مولوی عبدالباری فرنگی محل کی درخواست پر الہ آباد میں معاہدۂ ترکیہ کے متعلق منعقد ہونے والی کانفرنس کے لئے حضور نے مضمون لکھا۔ جسے احمدیہ وفد نے وہاں پیش کیا (معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویّہ)۔

ہندوستان کے مختلف مقامات پر حضور نے متعدد معرکۃ الآراء لیکچر ارشاد فرمائے۔ خاتم النبیین ﷺ کی شان کا اظہار۔ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا وغیرہ۔

حضور نے مسجد لندن کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی۔

پہلی یادگار مبلّغین کلاس جاری ہوئی۔

مسجد لنڈن کے لئے قطعہ اراضی خریدا گیا۔

حضور کی تصنیف ''ترکِ موالات و احکامِ اسلام'' شائع ہوئی۔

1921ء

حضور کا نکاح حضرت سیّدہ امّ طاہر صاحبہ سے ہوا۔

افریقہ کے ممالک سیرالیون، گولڈ کوسٹ اور نائیجیریا میں تبلیغ اسلام کا آغاز۔

شکاگو امریکہ میں احمدیہ مشن کا آغاز۔ مشن کی طرف سے انگریزی جریدہ ''سن رائز'' کا آغاز۔

حضور نے لاہور میں دو تقاریر فرمائیں۔ ''ضرورت مذہب''۔ ''حقیقی مقصد اور اس کے حصول کے طریق''

حضرت خلیفۃ المسیح کا سفرِ کشمیر، تبلیغی جلسوں کا انعقاد اور کشمیر میں احمدیت کی ترقی کا آغاز۔

حضور نے ''تحفہ شہزادہ ویلز'' تصنیف فرمائی۔

حضور کی تصنیف ''آئینہ صداقت'' شائع ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے مسلمانانِ ہند کی تحریک ''ترک موالات'' میں راہنمائی۔

شاہ بیلجیم اور صدر برازیل کو اسلامی لٹریچر کی مزید پیشکش اور دعوتِ اسلام۔

سرزمین حجاز میں حضرت میر محمد سعید صاحب کے ذریعہ احمدیت کے پیغام کی اشاعت۔

افریقہ کی فینٹی قوم، سالٹ پانڈ اور لیگوس کے علاقہ میں احمدیت کی معجزانہ اشاعت، شاہ لیگوس کو تبلیغ۔ ہزارہا افراد کی اجتماعی بیعت۔

1922ء

مصر میں مشن قائم کرنے کے لئے شیخ محمود احمد صاحب عرفانی قادیان سے روانہ ہوئے۔

جماعت کے وفد نے شہزادہ ویلز (ایڈورڈ ہشتم) کو تبلیغی کتاب ''تحفہ شہزادہ ویلز'' پیش کی۔

جماعت احمدیہ میں باقاعدہ مجلس مشاورت کا آغاز۔

حضور نے ایک سکیم کے مطابق پنجاب کی اچھوت اقوام میں تبلیغ شروع فرمادی۔

حضور نے جماعت میں حفظِ قرآن کی تحریک فرمائی۔

قادیان سے انگریزی اخبار ''البشریٰ'' کی اشاعت شروع ہوئی۔

امریکہ میں مسجد شکاگو کا قیام۔

مجلس حسن بیان کا قیام (نوجوانوں میں انگریزی اور عربی میں تقریر کا ملکہ پیدا کرنے کی منظم کوشش)۔

احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ کا اجرا۔

احمدی مستورات کی تنظیم ''لجنہ اماءاللہ'' کا قیام۔

1923ء

حضور نے تحریک شُدھی کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔

جماعت احمدیہ کے زبردست حملوں کے نتیجہ میں آریوں نے تحریک شُدھی کو بند کرنے کا اعلان کر دیا۔

مسجد برلن کے لئے احمدی مستورات نے ایک لاکھ روپیہ فراہم کیا۔ بعض مجبوریوں کی بنا پر مسجد برلن تو تعمیر نہ کی جا سکی مگر یہ روپیہ احمدی خواتین کے مشورہ سے اہم دینی اغراض پر صرف کیا گیا۔ (اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت خامسہ میں یہاں مسجد ''خدیجہ'' کے نام سے ایک عظیم الشان مسجد تعمیر ہو چکی ہے)۔

مسجد اقصیٰ قادیان میں توسیع۔

قادیان میں احمدیہ ٹورنامنٹ کا اجراء ہوا۔

محترم ملک غلام فرید صاحب جرمنی میں مشن قائم کرنے کے لئے برلن پہنچے۔

مجلس مشاورت نے ادنیٰ اقوام میں تبلیغِ اسلام کی اہمیت پر زور دیا۔ اور ایک ٹھوس قابل عمل سکیم تیار کی گئی۔

1924ء

یوپی کے علاقہ ملکانہ میں ''شدھی'' اور ارتداد کے فتنہ کا سدِّ باب کیا گیا۔ جماعت کے ہر طبقہ سے مجاہدین نے اس جہاد میں حصہ لیا۔

حضور نے 24 مئی کو ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام'' پر کتاب لکھنی شروع کی۔ یہ کتاب 6 جون کو مکمل ہوئی۔

امریکہ کے معروف مستشرق زویمر قادیان آئے۔

حضور اپنے پہلے سفرِ یورپ پر قادیان سے روانہ ہوئے۔

حضور دمشق پہنچے۔ اور ایک پیش گوئی ظاہری طور پر پوری ہوئی۔

حضور نے اٹلی کے وزیر اعظم مسولینی سے ملاقات کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ''ویمبلے کانفرنس'' میں شرکت کے لئے لنڈن تشریف لے گئے۔ درجن بھر علماء اور بزرگان سلسلہ بھی اس سفر میں ساتھ گئے تھے۔

حضور نے ''ایسٹ اینڈ ویسٹ یونین'' کے اجلاس میں پہلا انگریزی لیکچر دیا۔

ویمبلے کانفرنس میں حضور کا مضمون ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام''، حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھا۔

ایران اور شام میں تبلیغی کوششوں کا آغاز۔

حضور نے 19 اکتوبر 1924ء کو مسجد فضل لندن کی بنیاد رکھی۔

روس اور بخارا میں احمدی مبلغین کا داخلہ۔

افغانستان میں حضرت مولانا نعمت اللہ خان صاحب کو امیر کابل کے حکم پر شہید کر دیا گیا۔ اس ظالمانہ اقدام کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب اور حضرت سیدہ امۃ الحئی صاحبہ (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کا انتقال پُرملال۔

حضور نے جلسہ سالانہ پر ''بہائی ازم کی تاریخ و عقائد'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

حضور نے امیر امان اللہ خان شاہِ افغانستان پر اتمامِ حجت کے لئے ''دعوۃ الامیر'' شائع فرمائی۔

1925ء

جماعت کی مالی حالت اور دیگر اشاعت اسلام کے کاموں کے پیشِ نظر حضور کی طرف سے جماعت کو ایک لاکھ روپیہ چندہ جمع کرنے کی کامیاب تحریک۔

احمدی لڑکیوں اور خواتین کی خصوصی تعلیم کے لئے قادیان میں ''مدرسہ خواتین'' کا اجراء۔

1919-20ء میں نظارتوں کے جس متوازی نظام کا اجراء ہوا تھا اسے صدر انجمن احمدیہ میں مدغم کر دیا گیا۔

حضور نے علمائے دیوبند کو تفسیر نویسی میں مقابلہ کا چیلنج دیا۔

حضور نے آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے لئے ''آل مسلم پارٹیز کانفرنس پر ایک نظر'' تصنیف فرمائی۔

مولانا جلال الدین صاحب شمس اور سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب شام میں مشن قائم کرنے کے لئے دمشق پہنچے۔

''محکمہ قضا'' کا اجراء۔

جاوا، سماٹرا میں تبلیغی مراکز کا قیام اور عیسائیت کی شکست۔

کلکتہ سے ماہوار رسالہ ''احمدی'' بنگلہ زبان میں جاری ہوا۔

افغانستان کے مظلوم احمدی شہیدوں کے ظالمانہ قتل پر لیگ آف نیشنز سے احتجاج۔

مسجد فضل لندن کی تعمیر کا آغاز۔ لندن کے لاٹ پادری کو تبلیغ اور دعوتِ مباہلہ۔

ایک کارٹون میں آنحضرت ﷺ کی توہین کرنے کے خلاف لندن مشن کی طرف سے احتجاج۔

مدینہ منورہ پر نجدیوں کے حملہ اور مزار اقدس حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بے حرمتی کے خلاف جماعت کی طرف سے شدید احتجاج۔

مزار حضرت مسیح موعودؑ کی چاردیواری کی تعمیر۔

شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل جماعت میں داخل ہوئے۔

1926ء

قادیان میں پہلی بار ایک جلسہ میں 24 زبانوں میں تقریریں کی گئیں۔

قادیان میں تارگھر کا افتتاح ہوا۔ پہلا تار حضور کی طرف سے ہندوستان کی بعض مشہور جماعتوں کے نام تھا۔

قادیان میں غرباء اور یتامیٰ کا دارالشیوخ قائم ہوا۔

حضور نے قادیان میں قصرِ خلافت کی بنیاد رکھی۔

قادیان سے ''احمدیہ گزٹ'' جاری ہوا۔

مسجد فضل لندن کی تکمیل۔ سر شیخ عبدالقادر صاحب نے افتتاح کیا۔

حضور نے بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کے لئے انجمن انصاراللہ قائم فرمائی۔

افغانستان میں احمدیت کا چرچا۔

عراق میں احمدیت کی عام تبلیغ کی اجازت مل گئی (بعض غلط فہمیوں کی بناء پر حکومت عراق نے احمدیت کی تبلیغ پر پابندی عائد کر دی تھی۔ حضور کی ہدایت کے مطابق حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب نے ارباب اختیار کی غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے اجازت حاصل کی)۔

لجنہ اماء اللہ کے تحت رسالہ ''مصباح'' شائع ہونا شروع ہوا۔

قادیان سے انگریزی اخبار ''سن رائز'' جاری ہوا۔

احمدی مستورات کے سالانہ جلسہ کا آغاز۔

پہلی بار جلسہ سالانہ کا اعلان اور پروگرام بڑے بڑے پوسٹروں پر شائع کیا گیا۔

حضور نے ''حق الیقین'' تصنیف فرمائی۔

سالٹ پانڈ میں تعلیم الاسلام سکول کی بنیاد رکھی گئی۔

1927ء

''رنگیلا رسول'' نامی دلآزار کتاب کے ناشر کی بریت پر احتجاجی تحریک چلائی گئی۔

رسالہ ''ورتمان'' امرتسر کی توہینِ اسلام کے خلاف احتجاج (حکومت نے اسے ضبط کرلیا)۔

حضور کی اپیل پر مسلمانانِ ہند نے سارے ہندوستان میں یوم تحفّظ رسول کریم ﷺ منایا۔

مذہبی پیشواؤں کی ناموس کی حفاظت کے لئے جدوجہد کا آغاز۔ ذی اثر اصحاب اور برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان سے رابطہ قائم کر کے تعزیرات ہند میں نئی دفعہ

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

تربیت اولاد کے عملی نمونے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 19و20/اپریل 2012ء میں مکرم حافظ عبدالحمید صاحب کے قلم سے ایک مضمون شاملِ اشاعت ہے جس میں تربیتِ اولاد کے عملی نمونوں کے حوالہ سے چند روشن مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

☆ آنحضرت ﷺ نے نہ صرف اپنی احادیث میں بارہا تربیتِ اولاد کے مضمون کو بیان فرمایا ہے بلکہ اپنی سنّت سے بھی اس کا بھرپور اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب حضرت امام حسنؓ نے زکوٰۃ کی کھجوروں کے ڈھیر سے ایک کھجور اپنے منہ میں ڈال لی تو آپؐ نے فوراً اُن کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور نکال دی اور فرمایا کہ صدقہ ہمارے خاندان کے لئے جائز نہیں۔ اسی طرح ربیب ابن ابی سلمہؓ جب آپؐ کی گود میں بیٹھ کر کھانا کھاتے ہوئے اپنا ہاتھ برتن کے چاروں طرف مارنے لگے تو آپؐ نے فرمایا: بچے! بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور برتن میں صرف اپنے آگے سے کھانا لو۔

☆ حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں کہ جب مَیں چھوٹی سی لڑکی تھی تو حضرت مسیح موعودؑ نے کئی بار فرمایا کہ میرے ایک کام کے لئے دعا کرنا۔ یہ اس لئے ہوتا تھا کہ ہم بچوں کو بھی دعا کی عادت پڑے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بڑے پیار سے فرماتے کہ ’میرے لئے دعا کرتی ہو؟‘ اور ’میرے لئے بھی دعا ضرور کیا کرو‘۔ آپؓ ہم چھوٹی لڑکیوں سے بھی فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی شرم نہیں۔ تم چھوٹی ضرور ہو مگر خدا سے دعا کرتی رہا کرو کہ اللہ تعالیٰ مبارک اور نیک جوڑا دے۔

☆ حضرت امّاں جانؓ نے بتایا کہ ایک دفعہ ایک بچہ باہر سے گالی سُن کر آیا کہ ’’سؤر کا بچہ گو کھانا‘‘۔ جب اُس نے گھر میں دہرایا تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: اس طرح کہا کرو کہ ’باپ کا بچہ گُڑ کھانا‘۔ پھر وہ اسی طرح کہنے لگا۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اُن ماں باپ سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں جو بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب بیمار تھے اس لئے جماعت کے لئے مسجد نہ جاسکے۔ مَیں اُس وقت بالغ نہیں تھا تاہم جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد جارہا تھا کہ ایک شخص مجھے ملا۔ مَیں نے پوچھا: کیا نماز ہوگئی ہے؟ انہوں نے کہا: آدمی بہت ہیں، مسجد میں جگہ نہیں تھی۔ مَیں بھی یہ جواب سُن کر واپس آ گیا اور گھر آ کر نماز پڑھ لی۔ حضرت صاحب نے مجھے یہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے؟ آپؑ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور چہرہ سے غصّہ ظاہر ہوتا تھا۔ مَیں نے کہا کہ مَیں گیا تو تھا لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آ گیا۔ آپؑ یہ سُن کر خاموش ہوگئے لیکن جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحبؓ آپؑ کی طبیعت کا حال پوچھنے کے لئے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضورؑ نے دریافت کی وہ یہ تھی کہ کیا آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے؟ اُس وقت میرے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی کہ اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہے یا مجھے بتانے والے کو ہوئی ہے دونوں صورتوں میں الزام مجھ پر آئے گا کہ مَیں نے جھوٹ بولا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہاں حضور! آج واقعہ میں بہت لوگ تھے۔ خدا نے میری بریّت کے لئے یہ سامان کردیا۔ اس واقعہ کا آج تک میرے قلب پر گہرا اثر ہے اور اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو نماز باجماعت کا کتنا خیال تھا۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر تقریر کرکے واپس گھر تشریف لائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے، جن کی عمر اُس وقت دس بارہ سال ہوگی، پوچھا کہ میاں یاد بھی ہے کہ آج مَیں نے کیا تقریر کی تھی؟ انہوں نے اس تقریر کو اپنی سمجھ اور حافظہ کے موافق دہرایا تو آپؑ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ خوب یاد رکھا۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ بچپن میں مجھے ہوائی بندوق سے شکار کا شوق ہوا کرتا تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کو بھی شکار پسند تھا کیونکہ یہ طاقت قائم رکھتا ہے۔ مَیں آپؑ کے لئے فاختائیں مار کر لایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ فاختہ نہ ملی تو طوطا مار کر لے آیا اور آپؑ کو دے دیا۔ آپؑ نے رکھ تو لیا لیکن کچھ دیر کے بعد بلا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سارے جانور کھانے کے لئے نہیں بنائے۔ کچھ دیکھنے کے لئے بھی بنائے ہیں۔ طوطا ایک خوبصورت جانور ہے یہ خدا نے دیکھنے کے لئے بنایا ہے۔

☆ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ حضرت اماں جانؓ کے تربیت کے متعلق کچھ اصول بیان کرتی ہیں کہ بچے پر ہمیشہ اعتبار اور بہت پختہ اعتبار ظاہر کرکے اس کو والدین کے اعتبار کی شرم اور لاج ڈال دینا یہ آپ کا بڑا اصول تربیت ہے۔ پھر جھوٹ سے نفرت بہت ہی بنیادی تربیت ہے۔ آپؓ ہمیشہ یہی فرماتی رہیں کہ بچہ میں یہ عادت ڈالو کہ وہ کہنا مان لے۔ پھر بیشک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی ڈر نہیں۔ فرماتی ہیں کہ اگر ایک بار تم نے کہنا ماننے کی پختہ عادت ڈال دی تو پھر ہمیشہ اصلاح کی امید ہے۔ یہی آپ نے ہم لوگوں کو سکھا رکھا تھا۔ اور کبھی ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ ہم والدین کی عدم موجودگی کی حالت میں ان کے منشاء کے خلاف کر سکتے ہیں۔ حضرت اماں جانؓ ہمیشہ فرماتی تھیں کہ ’میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے‘ اور یہی اعتبار تھا جو ہم کو جھوٹ سے بچاتا بلکہ اور زیادہ متنفر کرتا تھا۔ پھر حضرت اماں جان کا ایک اصول یہ تھا کہ: ’’پہلے بچے کی تربیت پر اپنا پورا زور لگاؤ دوسرے ان کا نمونہ دیکھ کر خود ہی ٹھیک ہوجائیں گے‘‘۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا ہے کہ میری والدہ کو قرآن کریم پڑھانے کا بڑا ہی شوق تھا۔ انہوں نے تیرہ سال کی عمر سے قرآن کریم پڑھانا شروع کیا چنانچہ ان کا یہ اثر ہے کہ ہم بھائیوں کو قرآن شریف سے بڑا ہی شوق رہا ہے۔ اسی طرح وہ بہت سارے بچوں کی ماں تھیں مگر وہ کبھی نماز قضاء نہ کرتیں۔ ایک پاک صاف چادر صرف اس لئے رکھی ہوئی تھی کہ نماز کے وقت اُسے اوڑھ لیتیں اور نماز پڑھ کر کھونٹی پر لٹکا دیتیں۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اپنے بچوں سے ناجائز محبت نہ کریں، اگر کوئی اُن کے متعلق شکایت کرے تو اُس کی اصلاح تجویز کریں۔ اگر بچہ کسی بدی میں مبتلا ہے تو ایسی سختی نہ کریں کہ وہ چھپ کر بدی کرنے لگے۔

دوسری بات یہ کہ رات کو سونے سے پہلے دعا کی عادت ڈالی جائے کیونکہ ذکرالٰہی کے بغیر سونا جائز بھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ بلاناغہ آیت الکرسی اور تینوں قُل پڑھ کر اپنے بدن پر پھونکا کرتے تھے۔ جس بات کو آپؐ بلاناغہ کریں تو وہ سنّت کہلاتی ہے۔ پس جس طرح نماز کی سنّتیں ضروری ہیں اسی طرح یہ سنّت بھی ضروری ہے۔ اگر اُن سنّتوں کو ترک کرنا گناہ ہے تو پھر اِن کو ترک کرنے میں بھی گناہ ہونا چاہئے۔

☆ حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بیان کرتی ہیں کہ مَیں ایک بار لڑکیوں کے ساتھ کوئی تالی بجانے والا کھیل کھیل رہی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے دیکھا تو مجھے کہا کہ کھیلو مگر تم نہ کبھی تالی بجانا، یہ لوگ بجایا کریں۔

☆ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اپنے بچپن کے حالات میں لکھتے ہیں کہ ایک دن میرے ساتھ دو تین لڑکیاں صحن میں ایک گھریلو کھیل کھیل رہی تھیں۔ مجھے کسی بات پر غصہ آیا اور میں نے ان میں سے ایک کے منہ پر طمانچہ مارا۔ عین اسی وقت ابّا جان نماز پڑھ کر صحن میں داخل ہورہے تھے۔ آپ نے مجھے طمانچہ مارتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس لڑکی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ مبارک کے منہ پر اسی طرح طمانچہ مارو۔ لڑکی اس کی جرأت نہ کرسکی اور بار بار کہنے کے باوجود اس نے طمانچہ نہیں مارا۔ پھر آپؓ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا: تم کیا سمجھتے ہو کہ اس کا باپ نہیں اس لئے تم جو چاہو کرسکتے ہو۔ یاد رکھو میں اس کا باپ ہوں۔ اگر تم نے آئندہ ایسی حرکت کی تو میں سزا دوں گا۔ (یہ ایک یتیم لڑکی تھی جس کو ابّا جان نے اپنی کفالت میں لیا ہوا تھا)۔

ابّا جان دسترخوان پر بیٹھے ہوئے سب بچوں پر نظر رکھتے کہ ڈش سے کھانا اپنے سامنے والے حصہ سے نکالا ہے یا نہیں۔ لقمہ منہ میں ڈال کر منہ بند کرکے کھانا چبایا ہے یا نہیں، کھاتے وقت منہ سے آواز تو نہیں نکلتی۔ کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ صابن سے دھوئے تھے یا نہیں۔ غرض کوئی پہلو بھی آپؓ کی نظر سے اوجھل نہ تھا۔ بعض دفعہ میں حیران ہوتا تھا کہ خود تو کھاتے ہوئے ڈاک بھی دیکھتے جاتے ہیں۔ خطوط پر نوٹ بھی لکھتے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی لقمہ بھی منہ میں ڈالتے ہیں۔ نظر بھی نیچی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود ہماری ہر حرکت پر بھی نظر ہے۔ بہت کم خوراک تھی۔ ایک دفعہ مجھے خیال آیا کہ آپ اتنا کم کھاتے ہیں، میں بھی کم کھانا کھایا کروں۔ میں نے آدھا پھلکا کھانا شروع کیا۔ ایک دن فرمایا: میں ایک ماہ سے دیکھ رہا ہوں کہ تم بہت کم کھانا کھاتے ہو، تم ابھی بچے ہو، تمہاری نشوونما کی عمر ہے اس عمر میں پیٹ بھر کر کھانا چاہئے۔ تمہارے پر بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ ان کو کیسے اٹھا سکو گے؟

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ صبح اٹھتے ہی سلام کرنے کی عادت امّاں جان نے ڈالی تھی۔ نماز کا وقت ہوتا تو وضو کروا کر نماز کے لئے بھیج دیتیں۔ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ ضرور دھلواتیں۔ بسم اللہ اونچی آواز میں پڑھتیں، ساتھ مَیں بھی پڑھتا۔ عصر کے بعد کھیلنے کے لئے بھیجتیں لیکن حکم تھا کہ مغرب کی اذان کے ساتھ گھر آجاؤ اور پھر مغرب کے بعد کہیں بھی جانے کی اجازت نہ ہوتی۔ بڑے ہوکر کوئی ضروری جماعتی کام ہوتا تو نکل سکتا تھا ورنہ کسی اپنے کے گھر جانے کی اجازت بھی نہ تھی۔

☆ حضرت سیّدہ امۃالحفیظ بیگم صاحبہؓ اپنے بچوں کو بے تُکے پیسے دینے کی قائل نہ تھیں کیونکہ اس سے فضول خرچی پیدا ہوتی ہے۔ جب بھی کسی ضرورت کے لئے پیسے دیتیں تو ایک ایک پیسہ کا حساب لیتیں تاکہ بچوں میں لین دین میں دیانتداری پیدا ہو۔ سالگرہ پر کیک یا تحائف کی بجائے کوئی نیک نصیحت کان میں ڈالتیں۔ کبھی اپنے ہاتھ سے خط لکھ کر اُن کو نصائح کرتیں۔ آپؓ اپنی بچیوں کو سمجھاتی تھیں کہ لڑکیوں کو دوستی میں رازداری نہیں کرنی چاہئے۔ بچپن میں بعض اوقات بچے غلط باتیں دوستوں سے کردیتے ہیں جن کے نتائج اچھے نہیں ہوتے۔ آپ ہمیشہ اپنے بچوں کی دوستیوں پر نظر رکھتیں۔ بچوں کو دوستوں کے ساتھ کمرے بند کرکے کھیلنے سے منع کرتیں۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ میری والدہ کو اگر کبھی ہلکا سا بھی احساس ہوتا کہ مَیں قرآن کریم کی تلاوت اور دینی لٹریچر کے مطالعہ کی طرف پوری توجہ نہیں دے رہا تو ناپسندیدگی کا اظہار فرماتیں بلکہ زجروتوبیخ بھی کرتیں۔ وہ بچوں سے بے جا لاڈ پیار کی قائل نہیں تھیں خواہ بچے بیمار ہی کیوں نہ ہوں۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ بے جا لاڈ پیار بچوں کی شخصیت کو تباہ کردیتا ہے۔

☆ محترمہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ لڑکوں کے لئے ٹوپی کا استعمال خصوصاً مسجد میں جاتے ہوئے ضروری سمجھتے۔ مَیں نے کبھی آپ کو بچوں کی کسی کوتاہی پر ڈانٹتے ہوئے نہیں دیکھا۔ لیکن اپنے ایک نواسے کو جب حضورؒ نے مسجد میں ٹوپی کے بغیر دیکھا تو اس کے والدین کے ساتھ اتنی ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ میں نے کبھی آپ کو ایسا ناراض نہیں دیکھا۔ آپؒ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ اگر اپنے بیٹوں کو مسجد میں بغیر ٹوپی کے دیکھ لیتے تو ان کی ٹنڈیں کروا دیا کرتے تھے اور اگر اب میں نے دیکھا تو اس کی ٹنڈ کروا دوں گا۔ لیکن پھر رات کے کھانے پر فرمایا کہ میں نے سوچا کہ مصلح موعود کے تو وہ بیٹے تھے ان کا حق تھا کہ ان کی ٹنڈیں کروا دیتے میرا تو یہ نواسا ہے۔ میرا یہ حق نہیں ہے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بچوں کو معمولی اور حقیر سمجھ کر بے وجہ جھڑکنا نہیں چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو ان سے عزت کا سلوک کیا کرو لیکن عزت سے پیش آنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کچھ نہیں کہنا۔ جہاں عزت سے پیش آؤ کا ارشاد ہے وہاں اچھی تربیت کا ارشاد بھی ساتھ ہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بات میں سختی نہ کرو لیکن غلط کام پر بچوں کو سمجھاؤ بھی کیونکہ یہ تربیت کا حصہ ہے۔ اگر کسی بات پر لوگوں کے سامنے ڈانٹنا بچے کی نفسیات پر برا اثر ڈالتا ہے تو وہاں اس کو پیار سے سمجھا دینا، کسی غلط کام سے روکنا اس کی اصلاح کا باعث بنتا ہے۔ بعض چھوٹی چھوٹی باتیں جن کو مائیں یوں نظرانداز کردیتی ہیں جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔ مثلاً کسی کے گھر گئے ہیں، بچہ چیزیں چھیڑ رہا ہے یا چاکلیٹ یا اور کوئی کھانے کی چیز کھا کر پردوں یا صوفوں پر مل رہا ہے۔ گھر والے دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا رہے ہوتے ہیں۔ لیکن ماں اس کی طرف توجہ ہی نہیں دے رہی یا دیکھ کر نظریں پھیر لیتی ہے کہ اس وقت اگر میں نے اس کو کچھ کہا تو بچے کی عزت نفس کچلی جائے گی۔ پھر بعض دفعہ بچے نے کوئی شرارت کی، بلاوجہ کسی دوسرے بچے کو مارا یا کسی کی کوئی چیز توڑ دی تو ماں باپ بچے کو کہہ تو رہے ہوتے ہیں لیکن ان کے چہرے پر جو تأثرات ہوتے ہیں، جو دبی دبی مسکراہٹ ہوتی ہے وہ بتا رہی ہوتی ہے کہ کوئی

بات نہیں ۔ یہ یاد رکھیں بچہ بڑا ہوشیار ہوتا ہے وہ سب تأثرات دیکھ رہا ہوتا ہے اور اپنے ماں باپ کی ہر ادا سے واقف ہوتا ہے ۔تو اس طرح اس کی تربیت ہونے کی بجائے بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ٹھیک ہے ایسی باتوں پر مار دھاڑ کرنے کی ضرورت نہیں لیکن چہرے پر ذرا سنجیدگی سی پیدا کرلینی چاہئے تا کہ بچے کو یہ احساس ہو کہ میں نے غلط کام کیا ہے۔

پھر دین کے معاملے میں بچپن سے ہی بچے کے دل میں اس کی اہمیت اور پیار اور عزت پیدا کریں۔بعض دفعہ بچے ضد میں آ کر بڑی نا گوار بات کر جاتے ہیں ۔ جہاں بہر حال بچے کو سمجھانے کے لئے ماں باپ کو سختی بھی کرنی پڑتی ہے۔

حضرت امّاں جانؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ قرآن شریف ریل پر رکھ کر پڑھ رہی تھیں۔ میاں مبارک صاحب، جو چھوٹے بچے تھے، اُن سے کسی کام کے لئے کہہ رہے تھے اور ضد کر کے ہاتھ سے ریل کو دھکا دیا کہ پہلے میرا کام کردیں۔حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بے ادبی دیکھی تو انہیں تھپڑ دے مارا۔اب یہاں دین کے معاملے میں کوئی رعایت نہیں۔حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ بچوں کو سزا دینے کے سخت مخالف تھے۔

☆ محترم مرزا مظفر احمد صاحب اپنے والد حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ وہ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ بچوں کی تربیت کے معاملہ میں میرا وہی طریق ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کا تھا۔ مَیں انہیں نصیحت کرتا رہتا ہوں ۔لیکن دراصل سہارا خدا کی ذات ہے جس کے آگے جھک کر دعا گو رہتا ہوں۔

ہمیں جب بھی نصیحت فرماتے تو اس بات کو ملحوظ رکھتے کہ سُبکی کا پہلو نہ ہو۔فرمایا کرتے تھے کہ اگر نصیحت ایسے رنگ میں کی جاوے کہ دوسرے کی خفّت ہو تو وہ بعض دفعہ اُلٹا نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ مجھے یاد ہے بچپن میں جب بھی میری کوئی حرکت پسند نہ آتی تو اس کے متعلق تفصیل سے خط لکھتے تھے اور بڑے مؤثر اور مدلّل طور پر نصیحت فرماتے تھے۔ہم بہن بھائیوں کے دینی کاموں میں دلچسپی لینے سے بہت خوش ہوتے تھے اور خوشی کا اظہار بھی فرماتے تھے اور یہی خواہش رکھتے تھے کہ دنیوی زندگی کا حصہ ایک ثانوی حیثیت سے زیادہ اہمیت حاصل نہ کرے۔

☆ مولوی ابوالمبارک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میرے سسر صاحب اور ساس صاحبہ نے میری بیوی کی بہت اچھی تربیت کی تھی ۔ بقول میری اہلیہ زینب بی بی پانچوں نمازیں بچپن سے ہی پڑھتی رہی ہوں اگر نہیں پڑھتی تھی تو والد صاحب (حافظ امام الدین صاحب) اس وقت تک روٹی نہ کھانے دیتے تھے جب تک نماز نہ پڑھ لیتی۔

☆ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ میری طبیعت پر بچپن سے یہ اثر تھا کہ والد (حضرت چوہدری محمد نصراللہ خان صاحبؓ) نماز بہت پابندی سے ادا فرمایا کرتے اور تہجد کا التزام رکھتے تھے۔ مَیں اپنے تصور میں اکثر والد صاحب کو نماز پڑھتے یا قرآن کریم کی تلاوت کرتے دیکھتا ہوں ۔آپ فجر کی نماز سیالکوٹ میں مسجد کبوتراں والی میں ادا کرتے تھے جو ہمارے گھر سے فاصلے پر تھی اس لئے والد صاحب گھر سے بہت اندھیرے میں روانہ ہوجاتے تھے۔

جب میرے انٹرنس کے امتحان میں چھ ماہ کے قریب باقی تھے تو ایک دن والد صاحب نے مجھ سے دریافت فرمایا قرآن مجید کا ترجمہ کتنا پڑھ لیا ہے۔ اُن دنوں مَیں مکرمی جناب مولوی فیض الدین صاحب سے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا کرتا تھا۔ مَیں نے جواب دیا: ساڑھے سات پارے پڑھے ہیں۔فرمایا: جب تم کالج چلے جاؤ گے تو ان امور کی طرف توجہ کم ہو جائے گی۔ مَیں چاہتا ہوں کہ امتحان سے قبل قرآن کریم کا ترجمہ تم ختم کرلو اس لئے بجائے مسجد میں جا کر پڑھنے کے گھر میں مجھ سے ہی پڑھ لیا کرو۔ چنانچہ اس کے بعد مَیں دن کے وقت دو تین رکوع کا ترجمہ دیکھ چھوڑتا تھا اور عشاء کے بعد آپؓ کو سنا دیا کرتا تھا۔ اس طرح کالج میں داخل ہونے سے پہلے آپ نے مجھے قرآن کریم کا سادہ ترجمہ ختم کرادیا۔

☆ محترمہ سیدہ بشریٰ صاحبہ بنت حضرت سید میر محمد اسحاق صاحبؓ ہمیشہ خدا کی رضا کو پیش نظر رکھتیں۔ بچوں نے جب بھی کہانی سننے کی خواہش کی تو ہمیشہ انبیاء، خلفاء اور صحابہ کے واقعات بیان کئے۔خلافت سے تعلق مضبوط کرنے کے لئے جب بھی بچے نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کہتیں کہ سب سے پہلے حضرت صاحب کے لئے دعا کرو۔ اپنی نمازیں تو باوضو کھڑے ہو کر خاص توجہ اور التزام سے ادا کرتیں لیکن بچوں کی نمازوں اور وضو پر بھی خاص نظر تھی ۔اگر کوئی بچہ جلدی جلدی نماز پڑھ لیتا تو دوبارہ پڑھواتیں... فجر کی نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کئے بغیر ناشتہ نہیں دیتی تھیں۔

آپ کی بیٹی مکرمہ امۃ الکافی عمر صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ مَیں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو تہجد گزار پایا۔میری شادی کے ڈیڑھ دو سال بعد اپنے ایک خط میں والدہ نے یہاں تک لکھا کہ اگر تم نے کوئی نماز کبھی چھوڑی تو سمجھو کہ اس دن میرا ہارٹ فیل ہوجائے گا۔ان کو قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا اتنا شغف تھا کہ نہ صرف اپنے گھر پر پڑھایا کرتیں بلکہ دوسروں کے گھروں میں جا کر زبردستی پڑھاتیں ۔اپنے بچوں کو روزانہ مغرب کے بعد قرآن کریم کا لفظی ترجمہ سکھلاتیں اور پھر ہر سپارے کے بعد امتحان لیا کرتیں۔تربیت کی طرف ایسی توجہ تھی کہ کبھی کسی کا بُرے رنگ میں ذکر نہ کیا۔سچائی کا ایسا احترام تھا کہ جھوٹ بولنے کی سزا بڑی ہی شدید ہوا کرتی۔ جو بات وہ خود نہ بتانا چاہیں تو آرام سے کہہ دیتیں کہ یہ نہیں بتاؤں گی لیکن جھوٹ کبھی نہیں بولا۔

☆ انجینئر محمد سعید احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز عشاء کی نماز مسجد نور میں ادا کرنے کے بعد ہم دس بارہ بچے کھیلنے اور شور مچانے لگے تو ہمارے مربی اطفال حضرت ڈاکٹر عبدالکریم صاحبؓ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے زور سے پکارا: او نیک بختو! سب ادھر آجاؤ۔ہمیں معلوم تھا کہ اُن کی بینائی کمزور ہے۔مگر کوئی لڑکا نہ بھاگا اور سب خاموشی سے اُن کی خدمت میں حاضر ہو گئے ۔ انہوں نے ڈانٹا کہ نماز کب کی ختم ہو گئی ہے اور تمہاری مائیں گھروں میں پریشان ہوں گی اور پھر صبح کی نماز کے لئے کیسے اٹھو گے ۔ میں تمہیں سخت سزا دوں گا۔ہم پر خوف طاری تھا کہ اللہ جانے مربی صاحب کیا سزا دیں گے ۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کن بچوں کو دعائے قنوت آتی ہے؟ سب کا حال ایک جیسا تھا۔تب کہنے لگے اب تمہاری سزا یہی ہے کہ جو دعائے قنوت سنائے وہی گھر جائے ۔ وہیں زمین پر کلاس لگ گئی اور دعائے قنوت یاد کرائی گئی۔ میری دعائے قنوت اس وقت کی یاد کی ہوئی ہے۔

اس زمانہ میں قادیان کی آبادی میں صحابہؓ کی کافی تعداد بقید حیات تھی۔کبھی ہم بچے تجسس کی راہ سے دیکھتے کہ یہ بزرگ آپس میں کیا باتیں کرتے ہیں تو یہی پتہ چلتا کہ رات مجھے یہ خواب آئی ہے، یہ الہام ہوا ہے، یہ نئی بات میرے علم میں آئی ہے یا یہ نشان صداقت کا پورا ہوتے دیکھا ہے۔سب علمی اور روحانی باتیں سمجھ نہ آتی تھیں مگر آج تک طبیعت میں یہی تأثر ہے کہ یہ فرشتے تھے جو انسانی صورتوں میں زمین پر چلتے پھرتے تھے۔ ہم بچے کھیل رہے ہوتے تھے تو انتہائی پیارے انداز میں نماز کے لئے مسجد میں جانے کی تحریک کرتے جیسے بچو کیا اذان ہو گئی ہے؟ مسجد میں بزرگان نماز کھڑی ہونے کے انتظار میں بیٹھے ذکر الٰہی کر رہے ہوتے تو ہم بچے مسجد نور کی چھت پر چڑھ کر چار چار پانچ پانچ اذانیں دے دیتے۔عجیب روحانی ماحول تھا۔ بزرگوں کو گھنٹوں مساجد میں جا کر نوافل ادا کرتے اور لمبے سجدے کرتے دیکھا۔

☆ محترمہ بی بی غلام سکینہ صاحبہ بچوں کی تربیت کے لئے نگرانی کے ساتھ اُنہیں خلیفۂ وقت کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھنے کی تلقین کرتیں۔حضور انور کے خطبات باقاعدگی سے بچوں کو سنواتیں ۔جب اُن کے بیٹے مکرم محمود ایاز صاحب اعلیٰ تعلیم کے بعد بطور ٹیچر تعینات ہوئے تو آپ نے اُنہیں نصیحت فرمائی کہ بیٹا! استاد اگر فرشتہ نہیں تو فرشتہ صفت ضرور ہونا چاہئے۔تم اپنے فرائض اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر ادا کرنا تو تمہیں کبھی مشکل پیش نہیں آئے گی اور اللہ تعالیٰ رزق میں بھی برکت ڈالتا رہے گا۔ پھر فرمایا کہ میں نے ہمیشہ اپنے بچوں کو باوضو ہو کر دودھ پلایا ہے۔

☆ محترم چوہدری محمد مالک صاحب چدھڑ (شہید لاہور) کے بیٹے داؤد احمد صاحب نے جب ایم اے اکنامکس کر کے اُن سے ملازمت کی اجازت چاہی تو انہوں نے جواب دیا کہ میری نوکری کرلو۔ پوچھنے پر کہا تم باقاعدہ دفتر کی طرح تیار ہو کر صبح نو بجے آنا درمیان میں وقفہ بھی ہوگا اور شام پانچ بجے چھٹی ہو جایا کرے گی اور یہاں میز پر بیٹھ جاؤ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں پڑھا کرو اور اپنی نوکری سے جتنی تنخواہ ملنے کی تمہیں امید ہے اتنی تنخواہ میں تمہیں دیدیا کروں گا۔تو کتابیں پڑھانے کے بعد اس نوکری سے فارغ کیا۔

شہید مرحوم اذان کے وقت سب بچوں کے اٹھاتے اور پھر وضو کروا کر گھر میں باقاعدہ نماز ہوتی۔ بچوں کی تربیت کے لئے انہیں کبھی نہیں مارا اور لڑکے کہتے ہیں ہمیں بھی یہی فلسفہ سمجھاتے کہ بچوں کے لئے دعا کرنی چاہئے یہی ان کی ہمدردی ہے اور مار پیٹ سے تربیت نہیں ہوتی۔ جب بھی رات کو میری آنکھ کھُلتی مَیں رو رو کر انہیں اپنی اولاد کے لئے دعائیں ہی کرتے دیکھتا۔

☆ مکرم شریف احمد بانی صاحب لکھتے ہیں: قادیان میں ایک بار تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ ہوا تو ہم تینوں بھائی اوّل، دوم اور سوم قرار پائے۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ بوتالوی نے اس پر ہمارے والد صاحب سے فرمایا کہ مَیں بچوں کو انعام دینا چاہتا ہوں، مَیں نے کسی زمانہ میں خوشخطی کا فن سیکھا تھا۔آپ کے بچے روزانہ فجر کے وقت تختیاں اور قلم لے کر میرے گھر آجایا کریں۔ چنانچہ بہت ہی مفید کلاس جاری ہوئی اور بعد ازاں محلّہ کے اَور بھی بہت سے بچوں نے استفادہ کیا۔

ہمارے ہمسائے مولوی عبدالحئی صاحب (سابق مبلغ انڈونیشیا) انتہائی محبت اور شفقت سے ہم تینوں بھائیوں کو نماز باجماعت کے لئے لے جاتے تھے۔ایک روز جمعہ کے بعد مسجد اقصیٰ سے واپس گھر آ کر ہم سے کہا کہ حضرت صاحب کے خطبہ کا خلاصہ سنائیں۔ مَیں اس غیر متوقع سوال کے لئے تیار نہ تھا مگر اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس کے بعد ہمیشہ مَیں نے حضور کے تمام خطبات نہایت توجہ سے سنے۔

ہمارے اساتذہ کا جزو ایمان تھا کہ ہمارے ان عزیزوں نے احمدیت کا سپاہی بننا ہے۔ ماسٹر نذیر احمد رحمانی صاحب نے چھٹی کلاس میں خاکسار کو تحریک کی کہ ابھی سے روزانہ ڈائری لکھنے کی عادت ڈالو۔میاں محمد ابراہیم صاحب طلبہ کو پڑھائی کے علاوہ روزانہ اردو اور انگریزی اخبار پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ حضرت مولوی تاج دین صاحب کے بیان کردہ معرفت کے نکات اب تک ازبر ہیں اور اس زمانہ کی یاد کروائی ہوئی ادعیہ اب بھی یاد ہیں۔ حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر تھے۔انہوں نے کئی اصلاحات جاری فرمائیں۔ ہماری کلاس میں ہر طالبعلم کے ذمہ ایک رکوع تھا اس طرح ساری کلاس نے مل کر پورا پارہ یاد کرلیا اور سارے سکول نے مل کر پورا قرآن پاک حفظ کرلیا۔

☆ مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے ذکر کیا کہ ہماری رہائش احمدیہ مسجد سے دُور تھی اور ہم گھر پر نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ ہم بہن بھائیوں کی باری باری ڈیوٹی ہوتی کہ روزانہ نماز مغرب کے بعد درس دینا ہے۔ ہر بچہ اپنی باری پر درس کی تیاری کرتا اور اپنی عمر کے مطابق جماعتی کتب یا جماعتی رسائل سے مدد لیتا اس طرح یہ سلسلہ بہت مفید ثابت ہوا۔

☆ ایک دوست نے بتایا کہ روزانہ کسی نماز کے بعد گھر پر والد صاحب بچوں کو ایک آیت کا ترجمہ سکھاتے۔

☆ ایک دفعہ حضرت مولانا عبدالمالک خانصاحب ہمارے محلّہ میں تشریف لائے۔ جب آپ واپس تشریف لے جانے لگے تو سب بچے قطار میں کھڑے ہو گئے تا کہ آپ سے مصافحہ کرسکیں۔ چھوٹی عمر کی ایک بچی بھی قطار میں کھڑی ہو گئی۔آپ نے سب بچوں سے مصافحہ کیا لیکن جب اس بچی کی باری آئی تو آپ نے اسے پیار دیا اور فرمایا کہ بچیاں مردوں سے مصافحہ نہیں کرتیں۔

☆ جرمنی کے ایک دوست نے ذکر کیا کہ میرے بچوں کا سکول گھر کے قریب ہی ہے اور بچے سکول سے پیدل واپس آتے ہیں ۔لیکن جمعہ کے روز بچوں کو سکول سے واپس گاڑی پر لاتا ہوں اور اُس دن گھر پر خاص طور پر بچوں کی پسند کا کھانا تیار کیا جاتا ہے تا کہ بچوں کو ذہن نشین رہے کہ جمعہ کا دن ہمارے لئے ایک خاص دن ہے۔

☆ ایک دفعہ ایک دوست نے خاکسار سے ذکر کیا کہ میری بیٹی قاعدہ یسرنا القرآن نہیں پڑھتی کوئی مشورہ دیں میں نے چند باتیں بتائیں کہ اس طرح کوشش کریں۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے کہا کہ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔آخر کچھ عرصہ بعد انہوں نے بتایا کہ میری بیٹی کی آمین ہے۔ میں نے خوشی کا اظہار کیا کہ کس طرح کامیابی ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ میں رات کی ڈیوٹی کرتا ہوں صبح فجر کے وقت ڈیوٹی سے واپس آ کر نماز اور تلاوت کے بعد سو جاتا ہوں بیٹی اس وقت سوئی ہوتی ہے۔ دوپہر کو جب بیٹی سکول سے واپس آتی ہے تو اس سے ملاقات ہوتی ہے اور تھوڑی دیر بعد میں ڈیوٹی پر چلا جاتا ہوں۔ایک دن جب بچی کی والدہ بچی کو قاعدہ پڑھا رہی تھیں اور بیٹی قاعدہ نہیں پڑھ رہی تھی تو بیٹی نے کہا کہ آپ مجھے تو قاعدہ پڑھاتی ہیں لیکن ابو نے تو کبھی تلاوت نہیں کی اس لئے میں بھی نہیں پڑھوں گی۔اہلیہ نے جب اس بات کا مجھ سے ذکر کیا کہ آپ جب تلاوت کرتے ہیں تو بیٹی سوئی ہوتی ہے اس لئے یہ سمجھتی ہے کہ آپ تلاوت نہیں کرتے۔اس کے بعد میں نے یہ معمول بنالیا کہ جب بیٹی سکول سے واپس آتی تو میں ڈیوٹی پر جانے سے قبل بیٹی کے سامنے تلاوت قرآن کریم کرتا ۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور بچی نے شوق سے قاعدہ پڑھنا شروع کردیا اور اب اس نے قرآن کریم ناظرہ ختم کرلیا ہے اور ہم اس کی آمین کر رہے ہیں۔

☆ بعض دوستوں نے ذکر کیا کہ وہ جب بچوں کو سکول چھوڑنے یا واپس لینے جاتے ہیں (پیدل یا گاڑی پر) تو رستہ میں چھوٹی چھوٹی دعائیں دہراتے ہیں چند دنوں میں بچہ بہت کچھ یاد کرلیتا ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
March 02, 2018 – March 08, 2018

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday March 02, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:40	Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 51.
01:30	Huzoor's Interview In Holland 2015
02:00	Masjid-e-Aqsa Rabwah
02:25	In His Own Words
03:00	Spanish Service
03:35	Khazain-ul-Mahdi
04:05	Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on April 23, 1996.
05:20	Seekers Of Treasure
06:00	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 17-24.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 52.
07:00	Beacon Of Truth
08:00	Signs Of The Latter Days
09:00	Huzoor's Visit To Dutch Parliament: Recorded on October 6, 2015.
10:10	In His Own Words
10:40	Food for Thought
11:05	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:40	Noor-e-Mustafwi
12:00	Tilawat [R]
12:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on July 30, 2015.
15:30	Signs Of The Latter Days [R]
16:30	Friday Sermon [R]
17:40	Noor-e-Mustafwi [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Live Arabic Service: Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:35	Masjid-e-Aqsa Rabwah
20:55	In His Own Words [R]
21:30	Friday Sermon [R]
22:45	Noor-e-Mustafwi [R]
23:00	Signs Of The Latter Days [R]

Saturday March 03, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	Masjid Yadgar Rabwah
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Huzoor's Visit To Dutch Parliament
02:40	In His Own Words
03:10	Beacon Of Truth
04:00	Friday Sermon
05:10	Noor-e-Mustafwi
05:30	Deeni-o-Fiqahi Masail
06:00	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 25-33.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 18.
07:00	MTA Travel
07:25	Open Forum
08:00	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Recorded on March 2, 2018.
10:05	In His Own Words
10:40	Dua-e-Mustaja'ab
11:15	Indonesian Service
12:15	Tilawat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Khazain-ul-Mahdi
15:40	Masjid-e-Aqsa Rabwah
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	MTA Travel [R]
19:00	Open Forum [R]
19:30	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:10	Huzoor's Jalsa Salana Address Canada 2012
21:10	International Jama'at News [R]
22:00	Khazain-ul-Mahdi [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	An Introduction To Waqf-e-Jadid

Sunday March 04, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:25	Huzoor's Jalsa Salana Address Canada
02:25	In His Own Words
03:00	MTA Travel
03:25	Open Forum
03:55	Friday Sermon
05:00	In His Own Words
05:30	Khazain-ul-Mahdi
06:00	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 34-42.
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 52.
07:00	Rah-e-Huda: Recorded on March 3, 2018.
08:35	The Review Of Religions
09:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on November 24, 2013.
10:20	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih II (ra)
10:35	Roshan Hui Baat
11:05	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:20	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on March 2, 2018.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on July 30, 2015.
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
16:30	Qisas-ul-Ambiyaa
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:35	Story Time
19:00	Live Beacon Of Truth
20:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
21:15	Qisas-ul-Ambiyaa [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:20	The Review Of Religions [R]

Monday March 05, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:40	Yassarnal Qur'an
01:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:20	In His Own Words
03:00	Qisas-ul-Ambiyaa
03:55	Friday Sermon
05:00	Ahmadiyya Medical Association
05:30	The Review Of Religions
06:00	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 43-49.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 18.
07:05	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on August 8, 1997.
08:15	The Life Of Tipu Sultan
09:00	Baitul Afiyat Mosque: Recorded on October 7, 2015 in Almere, Netherlands.
09:50	In His Own Words
10:25	Kids Time
11:00	Friday Sermon: Recorded on September 22, 2017.
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:10	Baitul Afiyat Mosque [R]
15:50	In His Own Words [R]
16:30	International Jama'at News
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Swedish Service
19:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
19:30	The Review Of Religions [R]
20:00	Baitul Afiyat Mosque [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:35	Signs Of The Latter Days
22:30	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]

Tuesday March 06, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:40	Dars-e-Hadith
01:00	Al-Tarteel
01:30	Baitul Afiyat Mosque
02:15	In His Own Words
02:50	International Jama'at News
03:40	Rencontre Avec Les Francophones
04:45	Kasre Saleeb
05:20	Life of Tipu Sultan
06:00	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 50-56.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 53.
06:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on July 30, 1996.
08:05	Story Time
08:30	Art Class
09:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on December 1, 2013.
10:05	In His Own Words
10:40	Maidane Amal Ki Kahani
11:15	Indonesian Service
12:15	Tilawat [R]
12:30	Dars-e-Hadith
12:45	Yassarnal Qur'an [R]
13:10	Friday Sermon: Recorded on March 2, 2018.
14:10	Bangla Shomprochar
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
16:20	Beacon Of Truth: Recorded on March 4, 2018.
17:05	Meri Nasira Wo Naik Akhtar
18:00	World News
18:20	Rah-e-Huda: Recorded on March 3, 2018.
19:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:30	Meri Nasira Wo Naik Akhtar [R]
22:25	Liqa Maal Arab [R]
23:35	Maidane Amal Ki Kahani [R]

Wednesday March 07, 2018

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:40	Yassarnal Qur'an
01:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:10	Seerat-e-Ahmad
02:30	Beacon Of Truth
03:20	Liqa Ma'al Arab
04:30	Art Class
05:10	Meri Nasira Wo Naik Akhtar
06:00	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 57-65.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 18.
07:00	Question And Answer Session: Recorded on October 25, 1996.
08:00	The Life Of Hazrat Abu Bakr (ra)
09:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Canada 2012
10:05	Masjid-e-Aqsa Rabwah
10:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on March 2, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Huzoor's Jalsa Salana Address Canada [R]
16:15	Masjid-e-Aqsa Rabwah [R]
16:35	Hamdiyya Majlis
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	French Service: Horizons d'Islam
19:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Canada [R]
21:10	Masjid-e-Aqsa Rabwah [R]
21:30	Hamdiyya Majlis [R]
22:30	Question And Answer Session [R]
23:30	Pandit Lekh Ram

Thursday March 08, 2018

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:40	Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address Canada
02:40	Masjid-e-Aqsa Rabwah
03:00	The Life Of Hazrat Abu Bakr (ra)
04:00	Question And Answer Session
05:10	Hamdiyya Majlis
06:00	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 66-73.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 53.
07:00	Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on April 29, 1996.
08:05	Beacon Of Truth: Recorded on March 4, 2018.
09:00	Huzoor's Tour of Holland: Recorded on October 9, 2015.
09:55	In His Own Words
10:30	Prophecies In The Bible
11:00	Japanese Service
11:15	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on March 2, 2018.
14:05	Beacon Of Truth [R]
14:55	In His Own Words [R]
15:30	Persian Service
16:00	Friday Sermon [R]
17:05	Seekers Of Treasure
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Prophecies In The Bible [R]
19:00	Open Forum
19:30	Khazain-ul-Mahdi
20:00	Friday Sermon [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:35	Seekers Of Treasure [R]
22:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:30	Attractions Of Canada

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 02 March 2018 | Issue No. 09

مکان یاد کیا کرتے ہیں مکینوں کو

طاہر احمد بھٹی۔ جرمنی

جس دن حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات ہوئی تو عاجز کچھ اَن کہے احساسات کے ساتھ رات کے وقت حضرت چوہدری محمد علی مضطر صاحب کی رہائش گاہ بیت الظفر جا پہنچا۔ چوہدری صاحب نے قدرے حیرت سے پوچھا.. خیراے؟ اَیس وقت...

عرض کیا کہ چوہدری صاحب! میاں صاحب کی تعزیت کے لئے آیا ہوں۔ یہ سن کر ایک اداس استفہام چوہدری صاحب کے چہرے پر پھیل گیا۔ مجھے لئے اندر کو چلے اور اپنے کمرے میں جانے کی بجائے حضرت چوہدری ظفراللہ خاں صاحب والا ڈرائنگ روم کھول کر کہنے لگے...۔"ایتھے بیٹھو، تُسی میاں صاحب دا افسوس کرن آئے جے۔"

وہ پُرسہ تو صبح چھ یا سات بجے تک چلا مگر اس کی ابتدا چوہدری صاحب نے جس بات سے کی وہ آج صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے حوالے سے اپنی خود کلامی کی تمہید میں رکھنا چاہتا ہوں۔ اور اب چوہدری صاحب کی بات اردو میں عرض کر رہا ہوں۔ چوہدری صاحب سے ملاقات رکھنے والے جانتے ہیں کہ وہ جذباتی اور کیفیاتی گفتگو پنجابی میں انگریزی کی آمیزش کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

فرمانے لگے، میاں صاحب چلے گئے ہیں...وہ اتنا بڑا، ثقہ اور ناگزیر وجود تھے کہ ان کو اپنی ذمہ داریاں نبھاتے اور اپنی تقرری کا حق ادا کرتے ہوئے جب جب اور جو کوئی بھی قریب سے دیکھتا تھا تو بے اختیار یہ خیال آتا تھا...اور کبھی کہیں یہ منہ سے بھی نکل جاتا تھا کہ، جب میاں منصور احمد صاحب نہیں ہوں گے.. تو یہ کام کیسے ہوں گے...!

اس کے بعد چوہدری صاحب کے ضبطِ غم میں پھڑ پھڑاتے ہونٹ...اور رندھی ہوئی آواز میں یہ کہا کہ، ہماری یہ بات اولڈ گاڈ.. یعنی اللہ تعالیٰ کو اچھی نہیں لگتی اور وہ پھر اپنے پیاروں کو واپس بلا کر ہماری تربیت کرتا ہے۔ اور اپنے سلسلے کے کاموں کو اسی روانی اور روز افزونی سے چلا کر دکھا اور سمجھا دیتا ہے کہ کام... مَیں چلاتا ہوں اور میرے بندے عارضی اور فانی ہیں۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وقت کے امام کو قبول کرنے کی بدولت ہمیں جینے کے ہی نہیں، مرنے کے اسلوب بھی باقی دنیا سے مختلف عطا ہوئے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کا ایک عمومی رویہ ایسا قائم ہو گیا ہے کہ بڑے سے بڑی ایسی خبر... خدا تعالیٰ کے فضل، رحم اور اس کی دائمی دستگیری پر ایمان کو متزلزل نہیں ہونے دیتی۔

البتہ کچھ کچھ مواقع ایسے ضرور ہوتے ہیں کہ 'تاب لاتے ہی بنے گی'... والی کیفیت سے دوچار کر دیتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی وفات اسی طرح سے ایک سانحہ لگی...اور اب یادوں کے ہجوم میں سے سرکردہ اور چنیدہ واقعات اور تصویریں علیحدہ کرتے کرتے یہ دن بیت گئے مگر ایک احساس مستحکم ہو رہا ہے کہ...اب کی بار نہ تو چوٹ عام تھی اور نہ ہی یہ ٹیس عارضی ہوگی۔

اگر میں جاوید اختر کے شعر میں ایک آدھ لفظ کی تبدیلی کر کے عرض کروں تو یوں بھی کہ،

جہاں اتنے مسائل ہوں، جہاں اتنی پریشانی،
کسی کا یوں جدا ہونا، ہے کوئی سانحہ کیا۔۔۔؟
بہت معقول ہے یہ بات، لیکن اس حقیقت تک،
دل ناداں کو لانے میں، ابھی کچھ دن لگیں گے!

دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے ناظران اور افسران میں سے چند ایسے تھے جن کا چائے کا وقفہ الکیمسٹس کے سامنے والے نعمت ہوٹل کے ایک قدرے کم آمیز گوشے میں ہوتا اور ان میں سید عبدالحئی شاہ صاحب کے علاوہ کبھی کبھار صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کو دزدیدہ نظروں سے دیکھا بھی کئے اور یک گونہ جھجھک سے سلام بھی کر لیتے تھے۔

حفظ مراتب کی بندشیں اور عمر کے تفاوت دو ایسے عوامل تھے کہ جن کا چارا ہمارے پاس نہیں تھا، مگر اس وقت یہ عرض کرنا ہے کہ ان بزرگوں کے پاس تھا۔ اور انہوں نے وہ چارا ہمیشہ ہی کیا۔ اول اول تو سلام میں پہل سے، بعد میں کبھی کبھار کی پُرسش احوال سے اور آخر کار یوں کہ تاحیات دعائیں کرتے رہے۔

کل ہی کسی دوست سے عرض کیا تھا کہ میاں احمد کے رعب سے ہم کنی کتراتے تھے... یہ ہمارا ادب تھا لیکن خود انہوں نے ہمیں زندگی بھر اون (own) کیا... پہچانا اور ہمیں اپنی ذمہ داری سمجھا اور اپنے مرتبے کو ہم سے بیگانگی کا جواز نہیں بنایا اور بوقت ضرورت... نیچے اتر کے شفقتیں کیں۔ اس لئے اب ہم ان کی وفات کو ایک انتظامیہ کے اہم رکن کی وفات نہیں سمجھ سکتے اور اسی وجہ سے دکھ کی ایک لہر ہے جو افق تا افق ہم میں سرایت کر گئی ہے۔

صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کے تذکرے میں رواروی میں ان کی خشیت انگیز اور رقت خیز نماز کا ذکر آ گیا... کیا پتا تھا کہ چند دنوں بعد ہی اس جملے کی تشریح کرنی پڑ جائے گی۔

یہ حدیث تو سن رکھی تھی کہ نماز کی صفوں میں کندھے سے کندھا ملا کے کھڑے ہونے سے مومنوں کی روحانیت باہم سرایت کرتی ہے اور شیطان نہیں گھس سکتا.. لیکن قارئین سے یہ عرض کرتا چلوں کہ ہمارے ربوہ میں اگر آپ مسجد مبارک میں نماز پڑھیں تو وہاں ایسے کندھے اکثر آپ کے کندھوں سے ٹکراتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم کیفیاتی سطح پہ کھلنے لگتا ہے۔

میرے ایک ہمجولی نے جو میرے ساتھ ہی لڑکپن سے میاں احمد کو مسجد مبارک میں نماز پڑھتے دیکھنے کی سعادت میں شریک تھا، ایک دفعہ مجھ سے پوچھا کہ ...ایہہ میاں صاحب مستقل ایک ہی کیفیت میں اور مستقل گداز میں کیسے رہ لیتے ہیں؟

تو میں نے عرض کیا کہ تمہارا تعجب ہی بتا رہا ہے کہ ایسا کرنا انسان کے لئے ممکن نہیں... یہ اللہ کی خالص عطا ہے اور میں تو میاں صاحب کو اس کیفیت میں بصد رشک دیکھ لینا بھی اپنے لئے کارِ ثواب ہی سمجھتا ہوں۔ اور دوسرا سادہ جواب یہ ہے کہ تمہیں بھی پتا ہے کہ میاں احمد کی شخصیت میں کتنا رعب ہے.. تو میاں احمد کو ایک ذہین اور بافراست شخصیت کے طور پر خود بھی پتا ہے اس لئے وہ دن میں پانچ مرتبہ اپنے رب کے سامنے اپنی رعب دار شخصیت کے کنارے کھرچ دیتے ہیں تا کہ عامّۃ الناس سے دُوری نہ پیدا ہو۔

بعد میں میرا وہ دوست اور میں اسلام آباد میں مختلف وزارتوں کے اعلیٰ سرکاری افسران کو دیکھتے اور ملتے رہے مگر خشیت اور خوف کا یہ عالم کسی اور بارعب اور بااختیار

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

"کھو گیا اک اَور ہم سے قیمتی نادر وجود"

مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی وفات پر

ہم ابھی اُٹھے بھی نہ تھے درد کی دہلیز سے
کھو گیا اِک اَور ہم سے قیمتی نادر وجود
کیا خبر تھی ایک بھائی دوسرے کی چاہ میں
یوں اچانک چھوڑ دے گا آب و گِل کی یہ حدود

جانے والے تیرے اوصافِ حمیدہ لاجواب
نیک سیرت ، پاک طینت ، خوش لباس و باکمال
عالَمِ نَو میں کہاں ملتے ہیں اِس نوع کے بزرگ
جو کہ ہوں تیری طرح عالی نظر اور خوش خیال

میرے مُرشد سے بہت ہی خاص نسبت تھی تجھے
صدق سے عاشق ، خلافت ، نعمتِ رحمان کا
مہدئ دوراں کی ہے جس پر دعاؤں کی بہار
تُو بھی تھا اک پھول ایسے چمنِ عالی شان کا

ہے دعا عابدؔ کی ہو فردوس میں بھی فیضیاب
تُو خدا کی مغفرت سے قربتِ ذی شان سے
جس طرح کہ اس جہاں میں تھا ہمیشہ بہرہ ور
تُو خدا کے فضلؔ سے ، انعامؔ سے ، احسانؔ سے

ہر کسی نعمت سے پُر ہوں ان کے دامانِ مُراد
صبر کے اثمار پائیں سب تیرے پسماندگاں
دولتِ دنیا و دیں سے ہر گھڑی ہوں سرفراز
سر پہ سایہ ہو خلافت کا بہارِ جاوداں

6 فروری 2018ء (پروفیسر مبارک احمد عابد)